بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

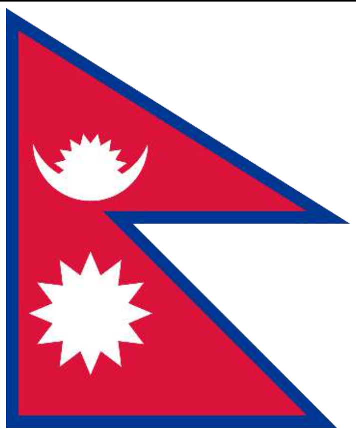

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

جلد نمبرا
VOL:(1)

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

weeklynepalurtutimes@gamil.com

11 صفحات

۱/جنوری ۲۰۲۶/مطابق ۱۱ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ ۱۷ گتے پوس ۲۰۸۲ جمعرات

شمارہ نمبر ۷۰
ISSUE (70)

حماس نے اپنے سرکردہ ترجمان ابوعبیدہ کی ہلاکت کی تصدیق کردی

غزہ:(ایجنسیاں) یہ تصدیق اسرائیل کی جانب سے 31 اگست کو کہنے کے چند ماہ بعد سامنے آئی ہے کہ اس کی افواج نے غزہ پر ایک فضائی حملے میں عسکریت پسند گروپ کے ترجمان کو ہلاک کر دیا ہے۔ غزہ کی پٹی: حماس نے پیر، 29 دسمبر کو اس بات کی تصدیق کی ہے کہ جنگ زدہ غزہ میں اگست میں اسرائیلی حملے کے بعد اس کا دیرینہ ترجمان مارا گیا تھا، پہلی بار جب فلسطینی عسکریت پسند گروپ نے عوامی سطح پر اپنی ایک اہم شخصیت کی موت کا اعتراف کیا۔ یہ تصدیق اس وقت سامنے آئی ہے جب اسرائیل نے 31 اگست کو کہا تھا کہ اس کی افواج نے غزہ پر ایک فضائی حملے میں عسکریت پسند گروپ کے ترجمان حذیفہ الکلوت کو ہلاک کر دیا ہے۔ حماس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کیسے اور کب مارا گیا۔

یہ اعلان اس وقت سامنے آیا ہے جب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور اسرائیلی وزیر اعظم بینجمن نیتن یاہو پیر کو فلوریڈا میں ملاقات کرنے والے ہیں کیونکہ واشنگٹن غزہ میں امریکی ثالثی میں جنگ بندی کے لیے نئی رفتار کا خواہاں ہے، جو ایک پیچیدہ، دوسرے مرحلے سے پہلے رک جانے کے خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ ابوعبیدہ حماس کے مسلح ونگ، قسام بریگیڈز کی سب سے زیادہ پہچانی جانے والی شخصیات میں سے تھے، جب سے اس گروپ نے 2007 میں غزہ کا کنٹرول حریف فلسطینی گروپ الفتح سے حاصل کیا تھا۔ وہ اکثر نقاب پوش ہوتے ہوئے بیانات دیتا تھا، خاص طور پر بڑے تنازعات کے دوران، حماس کے دھمکی آمیز پیغامات اور اسرائیل کی طرف کرنسی کے لیے لہجہ قائم کرتا تھا۔ اس کی مرئیت نے انہیں تقریباً دو دہائیوں تک فلسطینیوں اور پورے خطے میں ایک مانوس شخصیت بنا دیا۔ اسرائیلی فوج نے کہا کہ وہ حماس کے میڈیا اور پروپیگنڈہ کے آلات میں کلیدی حیثیت رکھتا تھا، اور کہا کہ وہ حملہ جس نے اسے ہلاک کیا، اس کے ٹھکانے کے بارے میں اسرائیلی انٹیلی جنس پر مبنی تھا۔ حماس نے پیر کو ٹیلی گرام پیغام رسانی چینل پر ایک نئی ویڈیو جاری کی جس میں گروپ کے نئے ترجمان کو دکھایا گیا، جس نے کہا کہ وہ نیا ابو عبیدہ ہے اور اسے عرفی نام ورثے میں ملا ہے۔ اپنے پیشرو کی طرح ماسک پہنے ہوئے اس شخص نے اپنا اصل نام نہیں بتایا۔ لیکن انہوں نے حماس کی جانب سے غیر مسلح کرنے سے انکار کا اشارہ دیا۔ جو کہ اکتوبر سے امریکی ثالثی میں ہونے والے جنگ بندی معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ ترجمان نے کہا کہ ہمارے لوگ اپنا دفاع کر رہے ہیں اور جب تک قبضہ باقی ہے اپنے ہتھیار نہیں چھوڑیں گے۔ اسرائیل-حماس جنگ 7 اکتوبر 2023 کو جنوبی اسرائیل پر حماس کی قیادت میں کیے گئے حملے کے بعد شروع ہوئی، جس میں عسکریت پسندوں نے اندازاً 1,200 افراد کو ہلاک کر دیا، جن میں زیادہ تر عام شہری تھے، اور 250 کے قریب یرغمالیوں کو اغوا کر لیا۔ اکتوبر 10 کو جنگ بندی شروع ہونے کے بعد سے غزہ کی وزارت صحت کا کہنا ہے کہ ساحلی علاقے میں 414 افراد ہلاک اور 1,142 زخمی ہوئے ہیں۔ جنگ میں مجموعی طور پر فلسطینیوں کی ہلاکتوں کی تعداد کم از کم 71,266 ہے۔ وزارت، جو اپنی گنتی میں عسکریت پسندوں اور عام شہریوں کے درمیان فرق نہیں کرتی ہے، اس کا عملہ طبّی پیشہ ور افراد پر مشتمل ہے اور بین الاقوامی برادری کی طرف سے عام طور پر قابل اعتماد کے طور پر دیکھے جانے والے تفصیلی ریکارڈ کو برقرار رکھتی ہے

روی بالین کے درمیان 7 نکاتی سمجھوتہ، روی پارٹی صدر بالین اگلے وزیر اعظم کے امیدوار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: راشٹریہ سوتنتر پارٹی آر ایس پی اور کاٹھمانڈو کے میئر بالین شاہ کے درمیان اتوار کی صبح اتحاد کو لے کر سمجھوتہ ہوا ہے۔ کچھ وقت قبل دونوں فریقین کے درمیان 7 نکاتی سمجھوتہ نامہ تیار کیا گیا۔ سمجھوتے کے مطابق روی لامیچھانے راشٹریہ سوتنتر پارٹی کی قیادت کریں گے، جبکہ بالین شاہ کو آئندہ وزیر اعظم کے طور پر آگے بڑھایا جائے گا۔ اس سمجھوتہ نامے پر آر ایس پی صدر روی لامیچھانے اور کاٹھمانڈو کے میئر بالین شاہ نے دستخط کیے۔ بالین شاہ کے راشٹریہ سوتنتر پارٹی میں شامل ہونے کے لیے تیار ہونے کے بعد پارٹی کا نام جھنڈا اور انتخابی نشان حسب سابق رکھا گیا ہے۔ سمجھوتہ نامہ میں روی لامیچھانے اور بالین شاہ دونوں نے اپنے اپنے عہدوں کا ذکر کیے بغیر صرف نام لکھ کر دستخط کیے ہیں۔ اگرچہ دستاویز میں راشٹریہ سوتنتر پارٹی کا مضمون درج ہے، لیکن اس میں روی لامچھانے کا صرف نام مذکور ہے۔ روی لامچھانے نے پارٹی چیئرمین کے طور پر دستخط نہیں کیے ہیں اور میئر بالین شاہ نے بھی اپنے عہدے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ سمجھوتے کے بعد ممکنہ طور پر بالین شاہ میئر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر سرگرم پارٹی سیاست میں داخل ہوں گے۔ پہلے نکتے میں کہا گیا ہے کہ بدعنوانی اور بدانتظامی کے خلاف نوجوانوں (جین زی) کے ذریعے چلائی گئی تحریک کو اپنایا جائے گا اور زخمی و شہید خاندانوں کے مطالبات کو حل کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا ہے۔ دوسرے نکتے میں خوشحالی اور سماجی انصاف کے لیے پالیسی ساز ادارہ جاتی اور ساختی اصلاحات کرنے کا عہد کیا گیا ہے۔ دونوں فریقین نے نیپال کو 10 سالوں کے اندر باوقار درمیانی آمدنی والا ملک بنانے کے روڈ میپ پر ایمانداری سے وقف رہنے کی بات کہی ہے۔ روی اور بالین نے خود کو بالترتیب پہلے اور دوسرے فریق کے طور پر پیش کرتے ہوئے وسیع اتحاد کا اعلان کیا ہے۔ پارٹی کا نام جھنڈا اور انتخابی نشان پہلے کی طرح رہیں گے۔ سمجھوتہ نامے میں واضح کیا گیا ہے کہ پارٹی کی قیادت روی کریں گے اور آئندہ حکومت کی قیادت بالین شاہ کریں گے۔ اس میں کہا گیا ہے، "راشٹریہ سوتنتر پارٹی کے مرکزی صدر روی لامیچھانے ہوں گے اور آئندہ ایوان نمائندگان انتخابات کے بعد پارلیمانی پارٹی کے رہنما اور مستقبل کے وزیر اعظم عہدے کے امیدوار بالین شاہ ہوں گے۔ دستاویز میں کہا گیا ہے کہ پارٹی کی تنظیمی ساخت کو زیادہ اہل اور وسیع بنانے کے لیے نوجوان کارکنوں اور تجربہ کار ماہرین کو ان کی اہلیت شمولیت اور عوامی امیج کی بنیاد پر ذمہ داریاں سونپی جائیں گی۔ سمجھوتے کو فوری نافذ کرنے کے مقصد سے الیکشن کمیشن میں راشٹریہ سوتنتر پارٹی کے ریکارڈ اور دستاویزات آپ ڈیٹ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق اب بالین دھڑے کے متناسب امیدوار از خود آر ایس پی کے ٹکٹ سے الیکشن لڑیں گے اور ممکنہ طور پر 2 دنوں کے اندر دونوں فریقین باہمی رضامندی سے متناسب امیدواروں کی فہرست الیکشن کمیشن میں جمع کریں گے۔ براہ راست نامزدگی کے لیے ابھی تقریباً 3 ہفتے کا وقت باقی ہے۔ انہوں نے اپنی مہم کو متبادل سیاسی طاقت کا نام دیتے ہوئے آر ایس پی کے اصول قیادت اور نشان کے تحت متحد ہونے کی اپیل کی ہے

بالین شاہ سے زین جی گروپ نے کی ملاقات

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

کاٹھمانڈو سٹی کے میئر بلین شاہ اور مختلف جین زی مہم کے رہنماؤں کے درمیان ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ یہ میٹنگ جمعرات کی شام تقریباً 4:30 بجے للت پور میں میئر بلین کے معاون کمار بین کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ میٹنگ میں مختلف گروپوں سے وابستہ نوجوانوں نے شرکت کی جن میں نیپال جین زی فرنٹ، جنرل فورس وغیرہ شامل ہیں۔ جین زی کارکن رکشا بام، پرشوتم یادو، روہن راج دنگل، یوجن راج بھنڈاری، جیمز کارکی سمیت دیگر نے بحث میں حصہ لیا۔ ذرائع کے مطابق ملاقات میں ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال، نوجوانوں کے کردار، متبادل سیاسی قوتوں کی تعمیر، گڈ گورننس، روزگار، تعلیم اور جمہوری طریقوں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ جین زی گروپ نے روایتی سیاسی نظام پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور نئی سوچ اور قیادت کی ضرورت کا اظہار کیا۔ میئر بلین شاہ حالیہ دنوں میں اپنی سیاسی ملاقاتیں تیز کر رہے ہیں۔ اس سے قبل، وہ مختلف سیاسی شخصیات سے ملاقات کر چکے ہیں جن میں راسٹریہ سوانتنر پارٹی کے صدر روی لامیچھانے، آزاد رہنما امریش کمار سنگھ، ششیر کھنال اور دیگر شامل ہیں۔ اسی تناظر میں جمعرات کو سابق وزیر اعظم ڈاکٹر بابورام بھٹارائی بھی بالین شاہ سے ملنے کپنڈول پہنچے۔ جوں جوں ایوان نمائندگان کے انتخابات قریب آ رہے ہیں، نئی جماعتوں اور متبادل قوتوں کے درمیان تعاون کے امکانات کے بارے میں وسیع بحثیں جاری ہیں۔ سیاسی تجزیہ کاروں کے مطابق، بالین اور جین زی گروپ کے درمیان ملاقات اس بات کی علامت ہے کہ نوجوانوں پر مرکوز متبادل سیاسی کرنٹ مزید تقویت حاصل کرے گا۔ آنے والے دنوں میں یہ بات چیت کیا شکل اختیار کرے گی اس میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔

نیکپا ماونواز کے کمیون پر پولیس کا چھاپہ، دھماکہ خیز مواد برآمد

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: نیتر وکرم چند وپلو کی قیادت والی نیپال کمیونسٹ پارٹی ماو نواز کے ارگھا کھانچی ضلع میں واقع کمیون سے دھماکہ خیز مواد برآمد کیا گیا ہے۔ جمعہ کی رات تقریباً 10 بجے ارگھا کھانچی کی شت گنگا میونسپلٹی-11، بوکسے علاقے میں ضلع پولیس سربراہ ڈی ایس پی دیوس بھادر جی سی کی قیادت میں گشت کے دوران ایک مویشی خانے سے بندوق اور گرینیڈ سمیت کئی دھماکہ خیز اشیاء برآمد کی گئیں۔ برآمد ہتھیار اور دھماکہ خیز مواد میں دو بندوقیں 14 گرینیڈ، 12 ڈیٹونیٹر لانچر جیسا دکھنے والا پائپ 5 لیٹر کا ایک پریشر ککر بم ایک اسٹیل بم بجلی کے تار کے 4 بنڈل اور 50 کلو بارود شامل ہیں۔ پولیس کے مطابق دھماکہ خیز مواد کو ہفتہ علی الصبح نیپالی فوج کی مدد سے ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔ وہیں نیکپا ماونواز کے ترجمان کھڑگ بہادر وشوکرما پرکانڈنے کمیون پر کی گئی اس کارروائی کو ریاستی دہشت قرار دیا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ارگھا کھانچی کی شت گنگا میونسپلٹی - 11 میں واقع پارٹی کے ذریعے چلائے جانے والے کمیون اور عام شہریوں کے گھروں پر چھاپے ماری کر دہشت پھیلائی گئی ہے۔ پارٹی کے ذریعے جاری بیان میں انہوں نے کہا، ایک طرف حکومت پرامن انتخابات کا ماحول بنانے کی تشہیر کر رہی ہے، وہیں دوسری طرف ماو نواز کے پیداواری مراکز اور عام عوام کے گھروں پر چھاپے مار رہی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ریاست پرامن حل نہیں چاہتی بلکہ ملک کو بدامنی کی طرف دھکیلنا چاہتی ہے۔ انہوں نے اس واقعے کی غیر جانبدارانہ تفتیش کے لیے انسانی حقوق کی تنظیموں سے بھی اپیل کی ہے۔

بھارت نے نیپال کو 654 میگاواٹ بجلی برآمد کرنے کی اجازت دی

کاٹھمانڈو

ہندوستان نے نیپال کو انڈین انرجی ایکسچینج آئی ای ایکس) سے مسابقتی نرخوں پر 654 میگاواٹ بجلی درآمد کرنے کی اجازت کی تجدید کی ہے۔ سنٹرل الیکٹرسٹی اتھارٹی وزارت پاور آف انڈیا کے تحت نے آئی ای ایکس کے دن سے آگے اور حقیقی وقت کے بازاروں سے چوبیس گھنٹے 654 میگاواٹ بجلی درآمد کرنے کی اجازت کی تجدید کی ہے۔ پہلے کی اجازت بدھ کو ختم ہو رہی تھی۔ نیپال بجلی اتھارٹی کو ڈھلکوار- مظفر پور 400 کے وی ٹرانسمیشن لائن کے ذریعے 600 میگاواٹ اور تانک پور مہندر نگر سے 54 میگاواٹ کل 654 میگاواٹ مسابقتی نرخوں پر درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ نیپال الیکٹرسٹی اتھارٹی نے کہا کہ نیپال کو یکم جنوری سے 31 مارچ 2026 تک بجلی درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس اجازت کی بعد میں یکم اپریل سے 31 اگست 2026 تک کی مدت کے لیے تجدید کی جائے گی۔ توانائی کے وزیر کلمن گھیسنگ نے منگل کو ہندوستانی وزارت بجلی کے حکام کے ساتھ ٹیلی فونک بات چیت کی

9 ستمبر کا حادثہ محض ایک لمحہ فکریہ نہیں، یہ ایک منصوبہ بند حملہ تھا۔ سابق وزیر داخلہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

سابق وزیر داخلہ رمیش لیکھک نے 9 ستمبر کو پیش آنے والے پرتشدد واقعات کو ایک ایسا واقعہ قرار دیا ہے جو جین زی کی روح کے خلاف ہے۔ انکوائری کمیشن کو بیان دینے کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 9 ستمبر کے واقعہ میں دراندازی ہوئی تھی۔ 9 ستمبر کو میرے استعفیٰ کے بعد اور قومی وجود، عزت نفس اور جمہوریت کے خلاف جو پرتشدد واقعات پیش آئے وہ کسی بھی محب وطن نیپالی کے لیے ناقابل تصور تھے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی نیپالی ریاست کے تین بڑے اعضاء- ایگزیکٹو، عدلیہ اور مقننہ کو جلانے کی جرات کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے نمائندہ اداروں پر حملہ جین زی نسل کی سوچ اور منصوبہ بندی سے بالکل بالاتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ قوم اور جمہوریت پر منصوبہ بند حملہ ہے۔ ملک بھر میں سرکاری دفاتر، پولیس کے دفاتر، مختلف سیاسی جماعتوں کے دفاتر، تجارتی اور کاروباری اداروں اور دفاتر اور منتخب افراد کی نجی املاک کو آگ لگا کر راکھ کر دیا گیا۔ نیپال کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی ایک دن میں اتنا بڑا نقصان نہیں ہوا۔ مجھے اس خیال کی کوئی بنیاد نظر نہیں آتی کہ ملک بھر میں بیک وقت ہونے والی یہ تباہی محض اس وقت کے واقعات سے پیدا ہونے والے غصے اور جذبے کی پیداوار تھی، اس کی حقیقت اور حقائق مستقبل میں سامنے آئیں گے۔ حملے، توڑ پھوڑ اور آتش زنی جو پیشگی تیاری کے ساتھ منصوبہ بندی کی گئی تھی، لمحاتی غصے اور جذبے سے نہیں ہو سکتے۔ مستقبل میں کسی بھی اہم نظام کو تباہ کرنے کے لیے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔ ریاست کے ریکارڈ اور قومی ڈھانچے کو ملبے میں ڈالنا اسی لیے میں یہ قبول کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ حملے اچھی طرح سے اور منصوبہ بند نہیں تھے۔ اس لیے، میرا ماننا ہے کہ 9 ستمبر کے واقعے کو نوجوانوں کے مطالبات سے الگ سے دیکھا جانا چاہیے اور مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہر شخص کے خلاف کارروائی کی جانی چاہیے۔ کمیشن کو اس بات کی بھی بہت تفصیلی تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے کہ احتجاج میں کس نے دراندازی کی اور کیسے۔ مجھے یقین ہے کہ کمیشن اس معاملے کو موجودہ اور مستقبل دونوں کے لیے سنجیدگی سے دیکھے گا۔

اتفاق رائے وہ ہونا چاہیے جس کی ملک کو ضرورت ہے: روی لامیچھانے

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) کے صدر روی لامچھانے نے کہا ہے کہ اتفاق رائے ہونا چاہئے جس کی ملک کو ضرورت ہے، نہ کہ وہ جو لیڈر چاہتے ہیں۔ اتوار کی صبح کاٹھمانڈو میٹروپولیٹن سٹی کے میئر بلین شاہ کے ساتھ اتحاد کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد فیس بک پر ایک اسٹیٹس لکھتے ہوئے، لامیچھانے نے کہا کہ معاہدہ وہی ہونا چاہیے جو ملک چاہتا ہے انہوں نے لکھا، اتفاق رائے نہیں ہونا چاہیے جو لیڈر چاہتا ہے، بلکہ ملک کو اس کی ضرورت ہے۔ ہفتہ کی شام 7 بجے سے مسلسل بات چیت کے بعد روی اور بیلن نے معاہدے پر دستخط کیے۔ معاہدے کے مطابق پارٹی کا نام، جھنڈا اور انتخابی نشان نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) کے پاس رہے گا۔ نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) آئندہ انتخابات میں بالین کو اپنا وزیر اعظم امیدوار نامزد کرے گی۔ روی لامیچھانے پارٹی کی سربراہی برقرار رکھیں گے۔ معاہدے کے بعد سوشل میڈیا پر اپنے پیغام میں انہوں نے واضح کیا کہ سیاسی اتفاقِ رائے ذاتی مفادات یا عہدوں کی بندر بانٹ کے بجائے ملکی مفاد اور عوامی ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے۔ لامیچھانے اور بیلن گزشتہ منگل سے مسلسل بات چیت میں تھے۔ یہ اتحاد ستمبر 2025 میں ہونے والے بدعنوانی مخالف احتجاجی مظاہروں (جنہیں جین زی تحریک بھی کہا جا رہا ہے) کے نتیجے میں سامنے آیا ہے۔ لامیچھانے کا کہنا ہے کہ وہ روایتی سیاست کے بجائے عوامی مسائل پر مبنی تعاون کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اس نئے اتحاد میں کلمان گھسنگ کی قیادت میں 'اجیالو نیپال پارٹی' بھی شامل ہو گئی ہے، جس سے روایتی سیاسی جماعتوں کے لیے ایک بڑا چیلنج پیدا ہو گیا ہے۔ روی لامیچھانے کا یہ بیان نیپال میں 5 مارچ 2026 کو ہونے والے عام انتخابات سے قبل ایک نئی متبادل سیاسی قوت کی تشکیل کی علامت سمجھا جا رہا ہے۔ دستخط کی تقریب میں آر ایس پی کے سوار نیم واگلے، ڈی پی آریال، ششیر کھنال، عاصم شاہ اور بلین شاہ کے کمار بین، کے پی کھنال، نشول بسنیٹ، بھوپ دیو شاہ، سدیپ ڈھاکل اور دیگر نے شرکت کی۔

سوئٹزرلینڈ: نئے سال کی تقریبات کے دوران بار میں دھماکہ اور آگ، متعدد اموات

کرانس: (ایجنسیاں) سوئٹزرلینڈ کے مشہور شہر کرانس-مونٹانا میں نئے سال کے جشن کے دوران ایک بار میں دھماکے اور آگ لگنے سے بڑا حادثہ پیش آیا۔اس واقعے میں کئی افراد کی موت ہو گئی، جبکہ متعدد دیگر کے شدید زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔ حادثے کے بعد علاقے میں افراتفری مچ گئی۔والیس کینٹن پولیس کے مطابق، نیو ایئر ایو کی تقریبات کے دوران کرانس-مونٹانا میں واقع 'لے کانسٹیلیشن' (Le Constellation) نامی بار میں ایک یا ایک سے زائد دھماکے ہوئے، جس کے بعد وہاں شدید آگ بھڑک اٹھی۔ یہ آگ رات تقریباً ڈیڑھ بجے لگی۔ اس وقت بار میں بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے۔پولیس ترجمان گیٹن لاتھین نے اے ایف پی سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ دھماکے کی وجہ فی الحال واضح نہیں ہو سکی ہے۔انہوں نے کہا کہ اس حادثے میں کئی افراد زخمی ہوئے ہیں اور متعدد اموات کی تصدیق ہو چکی ہے۔ اطلاع ملتے ہی بڑی تعداد میں امدادی اور ریسکیو ٹیمیں موقع پر پہنچ گئیں۔کئی ایمبولینسز تعینات کی گئیں، جبکہ زخمیوں کو اسپتال پہنچانے کے لیے ایئر-گلیشیئرز ہیلی کاپٹروں کی بھی مدد لی گئی۔آگ پر قابو پانے کے لیے فائر بریگیڈ کے اہلکاروں کو سخت جدوجہد کرنی پڑی۔ پولیس نے متاثرین کے اہل خانہ کے لیے ایک ہیلپ لائن نمبر 1171120848 جاری کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی معاملے سے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لیے صبح 10 بجے پریس کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ فی الحال پولیس اور تحقیقاتی ایجنسیاں پورے معاملے کی جانچ میں مصروف ہیں۔ دھماکہ کن وجوہات کی بنا پر ہوا، اس کا پتہ لگایا جا رہا ہے۔ کرانس-مونٹانا میں نئے سال کا جشن منانے کے لیے بڑی تعداد میں سیاح موجود تھے۔فرانزک ٹیمیں موقع سے شواہد اکٹھا کر رہی ہیں اور بار میں موجود افراد سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔

بنگلہ دیش کی سابق وزیر اعظم خالدہ ضیاء کا انتقال

ڈھاکہ: بنگلہ دیش کی پہلی خاتون وزیر اعظم خالدہ ضیاء، جنہوں نے ہنگامہ خیز فوجی حکمرانی کے دور کے بعد جمہوریت کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا اور کئی دہائیوں تک ملکی سیاست پر غلبہ حاصل کیا، منگل کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ وہ 80 سال کی تھیں۔ضیاء کے بڑے بیٹے اور بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی (بی این پی) کے قائم مقام چیئرمین ٹریک رحمان نے کہا، "میری والدہ اب نہیں رہیں۔ ضیاء بی این پی کے چیئرپرسن تھے۔ ان کے ذاتی معالج ڈاکٹر اے زیڈ ایم زاہد حسین نے بتایا کہ انہوں نے منگل کی صبح ڈھاکہ کے ایور کیئر ہسپتال میں علاج کے دوران آخری سانس لی۔ضیاء تین بار وزیر اعظم رہے اور بی این پی کے چیئرپرسن کے عہدے پر فائز رہے۔بی این پی کے عہدیداروں نے بتایا کہ ضیاء کی نماز جنازہ بدھ کے روز پارلیمنٹ کمپلیکس کے سامنے ڈھاکہ مانک میا ایونیو میں ادا کی جانی تھی۔ضیاء کے خاندان کے افراد بشمول ان کے بڑے بیٹے طارق رحمان، ان کی اہلیہ زبیدہ رحمان اور ان کی بیٹی زائمہ ہسپتال میں موجود تھیں۔ بی این پی کے سیکرٹری جنرل مرزا فخر الاسلام عالمگیر ہسپتال میں موجود تھے۔ ضیاء کو 23 نومبر کو ایور کیئر ہسپتال میں معمول کے ٹیسٹ کے لیے داخل کرایا گیا تھا، اس دوران ڈاکٹروں نے سینے میں انفیکشن کا پتہ چلا اور انہیں زیر نگرانی رکھنے کا فیصلہ کیا۔ نومبر 27 کو اس کی حالت مزید بگڑ گئی، جس سے اسے ہسپتال کے کورونری کیئر یونٹ (سی سی یو) میں منتقل کیا گیا۔ منگل کے اوائل میں، اس کے علاج کی نگرانی کرنے والے میڈیکل بورڈ کے رکن پروفیسر حسین نے اس کی حالت کو "انتہائی نازک" قرار دیا تھا۔ضیائی پیچیدہ اور دائمی صحت کی حالتوں میں مبتلا تھے، جن میں جگر اور گردے کی پیچیدگیاں، دل کی بیماری، ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس، گٹھیا اور انفیکشن سے متعلق مسائل شامل ہیں۔
جیسے ہی اس کی حالت بگڑ گئی، رحمان، خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ، ہسپتال پہنچے۔2 بجے کے بعد۔ضیاء کا سیاسی سفر، جو چار دہائیوں پر محیط تھا، زبردست اونچائیوں میں سے ایک تھا: ایک بڑی پارٹی کی قیادت کرنے اور ملک پر حکومت کرنے سے لے کر بدعنوانی کے الزامات میں سزا پانے اور بعد میں صدارتی معافی حاصل کرنے تک۔

ٹرمپ نے ایک بار پھر حماس کو فوراً ہتھیار ڈالنے کی دھمکی دی، اسرائیل کو غیر محدود حمایت فراہم کرنے کا اعلان

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے فلوریڈا میں اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو سے ملاقات کی جس کے بعد دونوں رہنماؤں نے مشترکہ نیوز کانفرنس کی۔ٹرمپ نے اعلان کیا کہ امریکہ

اسرائیل کی حمایت جاری رکھے گا اور کہا کہ وہ نیتن یاہو کے ساتھ زیادہ تر امور پر اتفاق کر چکے ہیں۔انہوں نے کہا کہ حماس نے اپنے ہتھیار پھینکنے پر رضامندی ظاہر کی ہے تاہم انہوں نے خبردار کیا کہ اگر یہ اقدام نہ کیا گیا تو حماس ذمہ دار ہوگی۔ٹرمپ نے خبردار کیا کہ اگر حماس ہتھیار پھینکنے میں ناکام رہتی ہے تو اسے بھاری قیمت چکانا پڑے گی، ان کے پاس وقت بہت کم ہے۔ٹرمپ نے کہا کہ اگر موقع ملا تو غزہ کے نصف باشندے وہاں سے نکل جائیں گے۔انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیل نے غزہ کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں۔ فلسطین کے دریائے اردن کے مغربی کنارے کے بارے میں انہوں نے کہا کہ نیتن یاہو صحیح اقدامات کریں گے، تاہم یہ واضح کیا کہ آباد کاروں کے مظالم اور وہاں کے تشدد پر مکمل اتفاق نہیں ہوا۔ٹرمپ نے کہا کہ وہ لبنان کی جانب سے حزب اللہ کو غیر مسلح کرنے کی کوششوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔

سعودی عرب کی **دھمکی** کے بعد متحدہ عرب امارات نے یمن سے اپنی باقی ماندہ فوجیں نکال لی

اقوام متحدہ: (ایجنسیاں) متحدہ عرب امارات نے منگل کے روز اعلان کیا کہ وہ یمن سے اپنی باقی ماندہ فوجیوں کو واپس بلا رہا ہے۔ یہ فیصلہ 24 گھنٹوں کے اندر اماراتی افواج کی روانگی کے لیے سعودی عرب کی دھمکی کے بعد آیا ہے۔اسے دو بڑی خلیجی طاقتوں اور تیل پیدا کرنے والے ممالک کے درمیان ایک بڑے بحران کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔اس سے چند گھنٹے قبل سعودی قیادت میں اتحاد نے یمن کے جنوبی بندرگاہی شہر مکلا پر فضائی حملہ کیا تھا۔ ریاض کا دعویٰ ہے کہ حملے میں امارات سے تعلق رکھنے والے اسلحے کی کھیپ کو نشانہ بنایا گیا۔اس حملے کو سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے درمیان بڑھتے ہوئے اختلافات میں سب سے بڑا اضافہ قرار دیا جا رہا ہے کبھی علاقائی سلامتی کے دو مضبوط ستون سمجھے جانے والے یہ دونوں ممالک اب تیل کی پیداوار سے لے کر جیو پولیٹیکل اثر و رسوخ تک متعدد مسائل پر مختلف راستے اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔ متحدہ عرب امارات کی وزارت دفاع نے کہا کہ اس نے رضاکارانہ طور پر یمن میں تعینات اپنے انسداد دہشت گردی یونٹوں کا مشن ختم کر دیا ہے۔ یہ اس کے آخری فوجی تھے، کیونکہ متحدہ عرب امارات نے 2019 میں اپنی فوجی موجودگی کو باضابطہ طور پر ختم کر دیا تھا۔وزارت کے مطابق، وہاں تعینات فورسز صرف انسداد دہشت گردی کے محدود کردار میں بین الاقوامی شراکت داروں کے ساتھ ہم آہنگی کر رہی تھیں۔ سرکاری خبر رساں ایجنسی کے مطابق یہ فیصلہ حالیہ پیش رفت کی روشنی میں صورتحال کا جامع جائزہ لینے کے بعد کیا گیا۔
سعودی عرب نے متحدہ عرب امارات پر یمن کی علیحدگی پسند تنظیم جنوبی عبوری کونسل پر سعودی سرحد کی طرف پیش قدمی کے لیے دباؤ ڈالنے کا الزام لگایا تھا۔ ریاض نے اسے اپنی قومی سلامتی کے لیے سرخ لکیر قرار دیا۔ یہ بیان دونوں ممالک کے درمیان بڑھتے ہوئے تنازعے میں اب تک کی سب سے مضبوط زبان سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، یمن سے متحدہ عرب امارات کے بقیہ فوجیوں کے انخلاء سے اس وقت کے لیے کشیدگی کم ہو سکتی ہے

چین کے 89 جنگی طیاروں اور 14 کشتیوں نے تائیوان کو گھیرا، وزارت دفاع نے فوج کو کیا الرٹ!

بیجنگ: چین نے تائیوان کے آس پاس زمین، سمندر اور آسمان تینوں محاذ پر فوجی مہم شروع کر دی ہے۔ یہ مہم بڑے پیمانے پر دیکھنے کو مل رہی ہے۔ چین کی فوج نے اس مہم کو 'جسٹس مشن 2025' نام دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا مقصد تائیوان کی آزادی کی کسی بھی کوشش اور باہری طاقتوں کو سخت تنبیہ دینا ہے۔ چین کے 'پیپلز لبریشن آرمی ایسٹرن تھیٹر کمانڈ' کے مطابق اس پریکٹس میں فوج، بحریہ، فضائیہ اور راکیٹ فورس ایک ساتھ شامل ہیں۔ آج (30 دسمبر) تائیوان کے چاروں طرف 5 سمندری اور ہوائی زون میں لائیو فائر ڈرل بھی کی جا رہی ہے۔ چین نے تائیوان کے آس پاس زمین، سمندر اور آسمان تینوں محاذ پر فوجی مہم شروع کر دی ہے۔ یہ مہم بڑے پیمانے پر دیکھنے کو مل رہی ہے۔ چین کی فوج نے اس مہم کو 'جسٹس مشن 2025' نام دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا مقصد تائیوان کی آزادی کی کسی بھی کوشش اور باہری طاقتوں کو سخت تنبیہ دینا ہے۔ چین کے 'پیپلز لبریشن آرمی ایسٹرن تھیٹر کمانڈ' کے مطابق اس پریکٹس میں فوج،

بحریہ، فضائیہ اور راکیٹ فورس ایک ساتھ شامل ہیں۔ (30 دسمبر) تائیوان کے چاروں طرف 5 سمندری اور ہوائی زون میں لائیو فائر ڈرل بھی کی جا رہی ہے۔ چین کے اعلان کے بعد تائیوان نے فوراً اپنی افواج کو الرٹ کر دیا ہے۔ تائیوان کی وزارت دفاع نے کہا کہ وہ پوری طرح مستعد ہے اور جمہوریت و آزادی کی حفاظت کے لیے ٹھوس قدم اٹھائے گا۔ تائیوان کے مطابق اس کے آس پاس 14 پی ایل اے جنگی کشتیاں، 14 چینی کوسٹ گارڈ جہاز، 4 جہازوں کا ایک امفیبیس اسالٹ گروپ اور 89 چینی جنگی طیارے دیکھے گئے ہیں۔ حالانکہ اب تک کسی بھی چینی طیارہ یا کشتی نے تائیوان کے آبی یا فضائی حدود میں داخلہ نہیں لیا ہے۔ یعنی کشیدگی عروج ہے، لیکن قصداً ریڈ لائن کو پار نہیں کیا گیا ہے۔ چین آفیشیل طور پر اسے اپنی خود مختاری کی حفاظت بتاتا ہے، لیکن 'پریکٹس' یا 'مہم' بہت کچھ واضح اشارے دے رہے ہیں۔ یعنی ضرورت پڑنے پر تائیوان کے اہم بندرگاہوں اور علاقوں کو گھیرنے کی صلاحیت کا تجربہ ہو رہا ہے۔ یہ پیغام صرف تائیوان کے لیے نہیں ہے، بلکہ ان ممالک کے لیے بھی ہے جو تائپے کے ساتھ فوجی تعاون بڑھا رہے ہیں۔ چینی ترجمان نے تائیوان کا استعمال کر چین کو روکنے کی سوچ چھوڑنے کی اپیل کی۔ اشارہ صاف طور پر امریکہ اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہے۔ گزشتہ کچھ سالوں میں چین کے تجربات کا پیمانہ اور پیچیدگی بڑھی ہے۔ ماہرین کے مطابق اب یہ صرف طاقت دکھانے تک محدود نہیں، بلکہ حقیقی حالات کی ریہرسل جیسا نظر آتا ہے۔ خاص طور پر 'بلاکیڈ' کی تیاری۔ اس پریکٹس کے سبب 850 سے زیادہ بین الاقوامی پروازوں پر اثر پڑا ہے اور درجنوں گھریلو پروازیں منسوخ کرنی پڑی ہیں۔ اس لیے کسی بھی غلط قدم یا تکنیکی خامی کے دور رس نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ یہ صرف چین اور تائیوان کا معاملہ نہیں ہے۔ تائیوان کے آس پاس کشیدگی بڑھنے کا مطلب ہے ایشیا-پیسفک میں عدم استحکام۔ جس کا اثر عالمی تجارت، سپلائی چین اور توانائی کے راستوں پر پڑ سکتا ہے، اور ہندوستان بھی اس سے الگ نہیں ہے۔ چین سے جس طرح فوجی دباؤ بڑھ رہا ہے، وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اسٹریٹجک اور فوجی قوت دونوں کو ساتھ استعمال کر رہا ہے۔ سوال یہ نہیں کہ جنگ فوراً ہوگی یا نہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ خطہ دھیرے دھیرے اس نکتہ کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں ایک چھوٹی چنگاری بھی بڑا بحران بن سکتی ہے۔

سلامتی کونسل میں اسرائیلی اقدام اشتعال انگیزی: صومالیہ

نیویارک: (ایجنسیاں) سلامتی کونسل میں صومالیہ کے مندوب ابو بکر عثمان نے پیر کے روز اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو ارسال کردہ مکتوب میں اپنے ملک کے اس دوٹوک موقف کا اعادہ کیا کہ وہ علاحدگی پسند خطے صومالی لینڈ کو یک طرفہ طور پر تسلیم کیے جانے کے کسی بھی اقدام کو قطعی طور پر مسترد کرتا ہے۔انہوں نے اسرائیلی اقدام کو صومالیہ کی خود مختاری، اس کی علاقائی وحدت اور بین الاقوامی قانون کی صریح خلاف ورزی قرار دیا۔ابو بکر عثمان کا کہنا تھا کہ اسرائیلی قدم علاقائی اور عالمی سطح پر امن اور سلامتی کیلئے خطرہ ہے اور یہ قرن افریقہ، بحیرہ احمر اور پورے خطے کے استحکام کو متزلزل کر سکتا ہے۔انہوں نے سلامتی کونسل کے ارکان سے مطالبہ کیا کہ صومالیہ کی وحدت یا اس کی سرزمین کو نقصان پہنچانے والے کسی بھی اقدام یا اعلان کو مکمل طور پر مسترد کیا جائے۔ مندوبِ صومالیہ کے مطابق پائیدار امن صرف اسی صورت ممکن ہے جب بین الاقوامی قانون کا احترام کیا جائے۔ فلسطینی مسئلے پر بات کرتے ہوئے ابو بکر عثمان نے فلسطینیوں کو صومالی لینڈ منتقل کرنے سے متعلق کسی بھی قدم کو مسترد کیا اور اسرائیل سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنا فیصلہ واپس لے۔انہوں نے صومالی لینڈ کو تسلیم کرنے کے اسرائیلی اقدام کے خلاف عالمی سطح پر متحدہ موقف اپنانے کی بھی اپیل کی۔ یہ بیان اس وقت سامنے آیا جب صومالی وزیر اعظم حمزہ عبدی بری نے پیر کے روز کہا کہ اسرائیل کی جانب سے صومالی لینڈ کو تسلیم کرنا خطے کی سکیورٹی کیلئے خطرہ ہے اور اس کے سنگین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ حمزہ عبدی بری نے العربیہ اور الحدث کو دیے گئے انٹرویو میں کہا کہ صومالی لینڈ کو تسلیم کرنا صومالیہ کی خود مختاری پر براہ راست حملہ ہے۔ان کا کہنا تھا کہ کسی بھی حالت میں صومالیہ کی تقسیم کا کوئی جواز نہیں اور ملک کو تقسیم کرنے کی ہر کوشش ایک سرخ لکیر ہے۔ وزیر اعظم نے اسرائیلی اقدام کو جارحانہ اور اشتعال انگیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ علاقائی سکیورٹی کیلئے براہ راست خطرہ ہے جبکہ صومالیہ کی خود مختاری اور علاقائی وحدت ایسی سرخ لکیریں ہیں جنہیں پامال نہیں کیا جا سکتا۔انہوں نے بتایا کہ صومالی حکومت نے اسرائیل کو باضابطہ طور پر اس فیصلے سے دستبردار ہونے کی درخواست کی ہے اور خبردار کیا کہ اس کے خطے کے استحکام پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ حمزہ عبدی بری نے واضح کیا کہ صومالی لینڈ کے ساتھ بات چیت کا عمل جاری رہے گا تاکہ پرامن حل کے ذریعے صومالیہ کی وحدت اور خود مختاری کو محفوظ رکھا جا سکے۔ وزیر خارجہ نے بھی اختلافات کے حل کیلئے سفارتی راستہ اختیار کرنے کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے تمام متعلقہ فریقوں سے بین الاقوامی قانون، ریاستوں کی خود مختاری اور علاقائی وحدت کے اصولوں کا احترام کرنے کی اپیل کی۔ دوسری جانب صومالی صدر حسن شیخ محمود نے اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو پر سخت تنقید کی۔انہوں نے صومالی پارلیمان کے ہنگامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نیتن یاہو نے صومالی لینڈ کو تسلیم کر کے صومالیہ کی خود مختاری کی تاریخ کی سب سے بڑی خلاف ورزی کی ہے۔ یاد رہے کہ اسرائیل نے گذشتہ جمعے کو صومالی لینڈ کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔ یوں صومالی لینڈ کو آزاد ریاست تسلیم کرنے والا اسرائیل پہلا ملک بن گیا۔ صومالی لینڈ نے سنہ 1991ء میں یکطرفہ طور پر آزادی کا اعلان کیا تھا۔ واضح رہے کہ صومالی لینڈ نے سنہ 1991ء میں خانہ جنگی کے آغاز کے بعد مقدیشو سے یکطرفہ علیحدگی اختیار کی تھی، تاہم اب تک اسے اقوام متحدہ کے کسی بھی رکن ملک کی جانب سے باضابطہ بین الاقوامی تسلیم نہیں کیا گیا اور عالمی سطح پر اسے وفاقی صومالیہ کے اندر خود مختار خطہ سمجھا جاتا ہے

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹسپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔
ایڈیٹر کو حسب ضرورت ترمیم کا حق ہوگا
+918795979383
+9779817619786
+91 7398 208 053

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

بٹوال: مشعل جلوس کے دوران پولیس سے جھڑپیں، 3افراد گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
روپندیہی

بٹوال میں نیترا بکرم چند 'بپلاو' کی قیادت میں کمیونسٹ پارٹی آف نیپال (ماؤسٹ) کی طرف سے نکالے گئے مشعل جلوس کے دوران پولس نے تین لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ پارٹی نے ہفتہ کی شام کو بٹول میں ٹارچ لائٹ کا جلوس نکالا تھا تاکہ بوکسے، ارگھاکھنچی میں ایک کمیون سے دھماکہ خیز مواد کو ضبط کرنے اور اسے تباہ کرنے کے خلاف احتجاج کیا جاسکے۔ اس عمل میں، نیپال کی کمیونسٹ پارٹی سے قریبی طالب علم تنظیم اکھل سماج وادی کے تین رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا۔ پولیس نے بتایا کہ گرفتار ہونے والوں میں اکھل سماج وادی پارٹی کے مرکزی سکریٹریٹ کے رکن پدم نیپالی 'تفان'، ضلع انچارج راجیش نیپالی 'بارود'، اور روپندیہی کے صدر کمار نیپالی 'برات' شامل ہیں۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس اندرا رانا، چیف ایریا پولیس آفس، بٹوال نے بتایا کہ رات کو مشعل بردار جلوسوں کے ساتھ احتجاج کرنے والوں کو بٹوال ہائی وے سے گرفتار کیا گیا۔ تینوں گرفتار افراد کو فی الحال ایریا پولیس آفس میں رکھا گیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ کارنر میٹنگ ختم ہونے کے بعد قائدین اور کارکن اپنے اپنے مقامات کی طرف لوٹنے لگے تو پولیس نے اچانک کارکنوں کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ کنٹرول کے دوران، سی پی این-ماؤسٹ کے رہنماؤں اور کیڈروں اور پولیس کے درمیان ایک مختصر جھڑپ ہوئی۔ نیپال کمیونسٹ پارٹی (ماؤسٹ) روپندیہی نے پولیس کی جانب سے طاقت کے غیر ضروری استعمال پر سخت اعتراض ظاہر کیا ہے۔ پارٹی نے گرفتار رہنماؤں اور کارکنوں کو فوری رہانہ کرنے کی صورت میں سخت احتجاج شروع کرنے کا انتباہ دیا ہے۔ برآمد ہونے والے دھماکہ خیز مواد میں دو بھری ہوئی بندوقیں، 14 دستی بم، 12 ڈیٹونیٹرز، 3 پلاسٹک کے پائپ جو لمبے لانچروں کی طرح نظر آتے ہیں، ایک پانچ لیٹر پریشر ککر بم، ایک اسٹیل بم، بجلی کے تار کے 4 بنڈل، اور 500 گرام بارود شامل ہیں۔ بھاری بھرکم بندوق کے علاوہ دیگر دھماکہ خیز مواد کو جمعہ کو نیپالی فوج کی مدد سے ناکارہ بنادیا گیا

ڈڈیلدھورا: رام پور میں جیپ اور آٹو میں تصادم، ایک شخص جاں بحق

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
سدر پچھم

ڈڈیلدھورا۔ ضلع کے رام پور میں آٹو اور جیپ کی ٹکر سے ایک شخص کی موت ہوگئی۔ ایک شخص کی موت اس وقت ہوئی جب ایک جیپ اور مخالف سمت سے آنے والی ایک آٹو کے درمیان جمعہ کی شام 8:30 بجے کے قریب جلتوڈا، الیتال دیہی میونسپلٹی-4 میں ٹکر ہوئی۔ حادثے میں ایک شخص زخمی ہوگیا۔ پرشورم میونسپلٹی-10 کے جوجلہ کے 26 سالہ رام بہادر برال ماگر کی موت ہوگئی۔ اس حادثہ میں پنچدیوال میونسپلٹی-3، اچھم کی 21 سالہ سویتا تھاپا ماگر شدید زخمی ہوگئیں۔ اس کی حالت نازک ہونے کی وجہ سے اسے مزید علاج کے لیے جوگبوڈا اسپتال سے دھانگڑھی ریفر کر دیا گیا، بارون بہادر سنگھ، ڈسٹرکٹ پولیس آفس، ڈڈیلدھورا کے سربراہ نے بتایا۔ کار میں ڈرائیور سمیت تین افراد سوار تھے۔ حادثے کے بعد آٹو ڈرائیور گوپال ماگر فرار ہے۔ ایریا پولیس آفس، جوگبوڈا نے کہا ہے کہ پولیس نے جیپ ڈرائیور کو حراست میں لے لیا ہے۔ جیپ میں سوار تینوں افراد محفوظ بتائے جاتے ہیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ واقعے کی مزید تفتیش جاری ہے۔

کرنالی: ہوملا میں آتشزدگی کا خوفناک واقعہ، 2افراد شدید زخمی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کرنالی

ہوملا۔ سرکیگڈ میں آگ لگنے سے دو افراد زخمی ہوگئے۔ مقامی وجے پھڈیرا نے بتایا کہ آگ میں پانچ مکانات جل کر خاکستر ہو گئے۔ پھڈیرہ کے مطابق لائبہ پھڈیرا کے گھر میں گزشتہ رات اچانک آگ لگنے سے مقامی افراد لائبہ پھڈیرا اور بمبو پھڈیرہ زخمی ہو گئے۔ آگ میں دونوں شدید جھلس گئے۔ دونوں زخمیوں کو مزید علاج کے لیے اسی رات ایمبولینس کے ذریعے ڈسٹرکٹ اسپتال سمکوٹ لایا گیا۔ آگ پر قابو پانے کے لیے تعینات وجے پھڈیرا نے کہا، "آگ کی وجہ سے رپ گاؤں کے مقامی لوگوں لائبہ پھڈیرا، جیارام پھڈیرا، اور کرانتی پھڈیرا کے گھر جل کر خاکستر ہوگئے ہیں، جبکہ رمیش مہاتارا اور موہن مہاتارا کا سامان جل کر خاکستر ہو گیا ہے۔ نقصان کی صحیح تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئی ہیں"۔ "آگ پر قابو پانے میں کافی وقت لگا کیونکہ یہ رات کو لگی تھی۔" ضلع پولیس آفس، ہوملا کے مطابق، آگ لگنے کی اطلاع ملتے ہی سرکیگڈ پولیس چوکی سے 1 سیکورٹی اہلکار کو متحرک کیا گیا۔ ضلعی پولیس آفس کے کارگزار سربراہ بشنو شریستھا نے کہا، "نقصان کی تفصیلات کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے کیونکہ سرکیگڈ پولیس چوکی سے تعینات ٹیم ابھی بھی آگ پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے۔ واقعے میں زخمی ہونے والے دو افراد کو سمکوٹ لانے کے لیے کام جاری ہے، اور آگ پر بھی قابو پا لیا گیا ہے۔ ہملا ڈسٹرکٹ ہیلتھ سروس آفس کے سربراہ ڈاکٹر اوما کانتا تیواری نے بتایا کہ زخمیوں کو اسپتال لاتے ہی ہنگامی علاج فراہم کیا گیا۔ ڈاکٹر تیواری نے کہا، چونکہ لائبو کے جسم کا 54 فیصد حصہ آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا، اس لیے ضلع میں علاج تھوڑا پیچیدہ ہے۔ چونکہ مسز بمبو کے جسم کا 18 فیصد حصہ آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا، اس لیے ضلع میں علاج ممکن ہے۔" ڈاکٹر تیواری کے مطابق لائبو کو فوری طور پر ضلع سے باہر ریفر کر دیا گیا ہے

میں نیپال کو ایک خوشحال اور ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتا ہوں: بالین شاہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

کاٹھمانڈو میئر بالین شاہ نے سوشل میڈیا پر روی لامیچھانے اور کلمن گھیسنگ کے ساتھ ایک تصویر شیئر کی، جس میں یہ پیغام دیا گیا کہ "میں نیپال کو مسکراتا دیکھنا چاہتا ہوں۔ کلمن کو نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (این آئی ایس پی) کا نائب صدر بنانے کا معاہدہ طے پانے کے بعد، بیلن نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم فیس بک پر تینوں کی تصاویر اور پیغامات شیئر کیے۔ اس معاہدے کے مطابق روی لامچھانے، بالین اور کلمان آخر کار آئندہ انتخابات میں ایک ساتھ کھڑے ہوں گے۔ راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) پہلے ہی بیلن کو مستقبل کے وزیر اعظم کے امیدوار کے طور پر نامزد کرنے پر راضی ہو چکی ہے۔ پیر کو کلمان اور روی کے درمیان ہونے والی ملاقات کے بعد، دونوں نے ایک ہی پارٹی کی جانب سے متناسب نمائندگی کے لیے ایک بند فہرست جمع کرواکر آگے بڑھنے پر اتفاق کیا۔ آر ایس پی کے ڈپٹی چیئر مین ڈی پی آریال نے بتایا کہ تینوں کے ساتھ جانے کا معاہدہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کلمن گھیسنگ، جسے اتوار کو کاٹھمانڈو کے میئر بالین شاہ اور راسٹریا سواتنتر پارٹی کے صدر روی لامیچھانے کے ساتھ طے پانے والے ایک معاہدے کے تحت رہا کیا گیا تھا، کو بھی اس معاہدے میں حصہ لینے والے جین زی مہم چلانے والوں کی طرف سے سہولت فراہم کی جا رہی تھی۔ سوڈان گرونگ سمیت کچھ جین زی کارکن اب بالین اور روی سے بات چیت کرنے کے لیے کلمن گھیسنگ کو اپنی گاڑی میں لے گئے تھے۔ ذرائع کے مطابق کلمن نے راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) میں شریک صدر کے عہدے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس کے ساتھ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اجایا نیپال پارٹی کو مرکزی کمیٹی میں 30 فیصد سیٹیں ملنی چاہئیں، متناسب فہرستیں اور براہ راست امیدوار۔ تاہم راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کے دھڑے نے کہا کہ کلمان کی نئی پارٹی کا 30 فیصد حصہ داری کا مطالبہ موجودہ صورتحال میں بہت زیادہ ہے۔ اس لیے اس نے جواب دیا کہ وہ 15 فیصد سے زیادہ نہیں دے سکت

میں اب سیاست میں آیا ہوں، آیئے مل کر الیکشن میں چلیں۔ بالین شاہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

کاٹھمانڈو کے میئر بالین شاہ نے 5مارچ کے انتخابات کو نشانہ بناتے ہوئے مختلف پارٹیوں کے رہنماؤں، جین زی پارٹی کے نمائندوں اور پروبیشیل سجا کے رہنماؤں کے ساتھ مل کر ایک نیا سیاسی مساوات بنانے کے کام کو تیز کردیا ہے۔ انہوں نے واضح پیغام دیا ہے کہ وہ پارلیمانی سیاست میں داخل ہو گئے ہیں، بلکہ تمام نئی قوتوں سے متحد ہو کر الیکشن لڑنے پر زور دیا ہے۔ بالین کے ساتھ بات چیت کے مختلف دوروں میں حصہ لینے والے ایک رہنما نے اپنے بیان کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا، میں اب فعال سیاست میں داخل ہو چکا ہوں، آیئے سب مل کر انتخابات میں جائیں۔ بالین ملاقات کے دوران کہا، میں ایک حلقے سے الیکشن لڑوں گا، لیکن اگر میں اکیلا لڑوں تو کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔ مجھے باقی 164 سیٹوں پر الیکشن لڑنے کے لیے لوگوں کی ضرورت ہے۔ مجھے متناسب سیٹوں کے لیے بھی زیادہ لوگوں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے مجھے ہر اس شخص کی حمایت اور تعاون کی ضرورت ہے جو اس مہم میں شامل ہو سکتے ہیں یا چاہتے ہیں۔ بالین نے بحث کو تیز کرنے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ متناسب فہرست جمع کرانے کا دن قریب آرہا ہے۔ متناسب امیدواروں کی بند فہرست 23 اور 24 دسمبر کو الیکشن کمیشن کو جمع کرانی ہوگی۔ اس کے لیے دیش ترقی پارٹی ہفتہ تک 110 حلقوں کے لیے امیدواروں کا انتخاب کرکے کمیشن کو فہرست پیش کرنے کی تیاری کررہی ہے بالین نے نیپالی کانگریس کے رہنماؤں چندر بھنڈاری، سنیل شرما، ریشم چودھری، سول لبرٹیز پارٹی (این اے یو پی اے) کے سرپرست، راسٹریہ پرجاتنتر پارٹی (آر پی پی) کے گیانیندر شاہی، جنمت پارٹی کے سی کے راوت، ڈاکٹر بھگوان کوئرالا اور جین زی مہم کے رکشا بام، نیپال خان، نیپال، کے پی پی کے رہنما، کے پی پی کے ساتھ بات چیت کی۔ بالین سے ملاقات کرنے والے ایک رہنما نے بتایا کہ وزیر توانائی کلمن گھیسنگ کے ساتھ مل کر آگے بڑھنے کا تقریباً فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ ملاقات کے دوران جب گھیسنگ کا موضوع آیا تو بیلن نے کہا، 'کلمان جی، ہم ساتھ ہیں۔ اس کی فکر نہ کرو۔ ہم ایک ہیں۔ اس میٹنگ میں، لامیچھانے نے بالین کو وزارت عظمیٰ کے امیدوار کے طور پر آگے بڑھا کر تعاون کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ تاہم، چونکہ اس کے لیے کوئی ٹھوس تجویز موصول نہیں ہوئی، اس لیے بالین اپنی جانب سے ایک الگ سیاسی مساوات بنانے کی تیاریوں کے ساتھ آگے بڑھے ہیں

بھارت نے نیپال کو 654 میگاواٹ بجلی برآمد کرنے کی اجازت دی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: ہندوستان نے نیپال کو انڈین انرجی ایکسچینج آئی ای ایکس) سے مسابقتی نرخوں پر 654 میگاواٹ بجلی درآمد کرنے کی اجازت کی تجدید کی ہے۔ سنٹرل الیکٹرسٹی اتھارٹی وزارت پاور آف انڈیا کے تحت نے آئی ای ایکس کے دن سے آگے اور حقیقی وقت کے بازاروں سے چوبیس گھنٹے 654 میگاواٹ بجلی درآمد کرنے کی

اجازت کی تجدید کی ہے۔ پہلے کی اجازت بدھ کو ختم ہو رہی تھی۔ نیپال بجلی اتھارٹی کو ڈھلکوار۔ مظفر پور 400 کے وی ٹرانسمیشن لائن کے ذریعے 600 میگاواٹ اور تانک پور مہندر نگر سے 54 میگاواٹ کل 654 میگاواٹ مسابقتی نرخوں پر درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ نیپال الیکٹرسٹی اتھارٹی نے کہا کہ نیپال کو یکم جنوری سے 31 مارچ 2026 تک بجلی درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس اجازت کی بعد میں یکم اپریل سے 31 اگست 2026 تک کی مدت کے لیے تجدید کی جائے گی۔ توانائی کے وزیر کلمن گھیسنگ نے منگل کو ہندوستانی وزارت بجلی کے حکام کے ساتھ ٹیلی فونک بات چیت کی تاکہ آر ٹی سی موڈ میں بجلی کی درآمد کی اجازت کی تجدید کے معاملے پر تبادلہ خیال کیا جاسکے

وزیر خارجہ بالانند شرما بنگلہ دیش کی سابق وزیر اعظم خالدہ ضیاء کی آخری رسومات میں شرکت کے لیے بنگلہ دیش روانہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: وزیر خارجہ بالانند شرما سابق بنگلادیشی وزیر اعظم نیشنلسٹ پارٹی (بی این پی) کی چیئرپرسن بیگم خالدہ ضیاء کی سرکاری آخری رسومات میں شرکت کے لیے بدھ کی شب ڈھاکا روانہ ہوگئے۔ وزیر خارجہ کے ہمراہ وزارت خارجہ کے سینئر حکام بھی موجود ہیں۔ بنگلہ دیش کی سابق وزیر اعظم نیشنلسٹ پارٹی (بی این پی) کی چیئرپرسن خالدہ ضیا کی آخری رسومات بدھ ڈھاکہ میں ادا کی جائیں گی۔ خالدہ ضیاء کو ان کے شوہر اور بنگلہ دیش کے سابق صدر ضیاء الرحمان کی قبر کے قریب پارلیمنٹ کمپلیکس میں سپرد خاک کیا جائے

گا۔ نماز جنازہ میں سیاسی رہنماؤں، حامیوں اور عوام کی بڑی تعداد شرکت کرے گی: وہ منگل کی صبح 80 سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ وہ 20 دنوں سے وینٹی لیٹر پر تھیں۔ بنگلہ دیش کی حکومت نے خالدہ ضیاء کی موت کے بعد تین روزہ قومی سوگ کا اعلان کیا ہے۔ وزیر خارجہ بالانند شرما آخری رسومات ادا کرکے جمعرات کو وطن واپس پہنچیں گے۔ سابق وزیر اعظم بیگم خالدہ ضیاء نے بطور وزیر اعظم نیپال بنگلہ دیش تعلقات کو مضبوط بنانے میں جو تعاون کیا وہ یادگار ہے۔ دریں اثنا، بھارتی میڈیا نے رپورٹ کیا ہے کہ وزیر خارجہ ایس جے شنکر بھارت کی جانب سے آخری رسومات میں شرکت کریں گے۔

وزیر اعظم کارکی کی درگا پرسائی سے ملاقات، گوتم بدھ کی تصویر تحفے میں دی۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر اعظم سوشیلا کارکی نے قوم، قومیت، مذہب، ثقافت اور شہری تحفظ مہم کے رہنما درگا پرسائی سے کہا ہے کہ وہ انتخابات کے ذریعے اپنے مسائل کی توثیق کریں۔ کارکی نے یہ بیان منگل کی صبح وزیر اعظم کی رہائش گاہ بالاتور میں ہونے والی ایک میٹنگ کے دوران دیا، ان کے سیکرٹریٹ نے بتایا۔ سیکرٹریٹ نے وزیر اعظم کارکی کے حوالے سے کہا کہ ہم نے ملک کو بہت مشکل حالات سے امن و امان کی طرف واپس لایا ہے۔ ملک ہر قسم کے شکوک و شبہات پر قابو پاتے ہوئے مکمل طور پر انتخابی ماحول میں ڈوب چکا ہے۔ ایسے وقت میں ہم تمام جماعتوں سے ذمہ دارانہ کردار کی توقع رکھتے ہیں۔ یہ سوچ کر کہ یہ ملک میرا بھی ہے، تمام جماعتوں کو ذمہ دار بننے دیں۔ وزیر اعظم کارکی نے درگا پرسائی کو مشورہ دیا ہے کہ وہ پرامن طریقوں سے اپنے مطالبات اور شکایات کا اظہار کریں کیونکہ ملک مزید عدم استحکام اور بدامنی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وزیر اعظم کارکی نے درگا پرسائی کو بھگوان گوتم بدھ کی تصویر بھی تحفے میں دی ہے، اور ان سے امن برقرار رکھنے کی اپیل کی ہے۔ ہم بھی انصاف کے حق میں ہیں، سیکرٹریٹ نے وزیر اعظم کارکی کو پرسائی کو بتاتے ہوئے کہا۔ "ہم یہاں اقتدار اور آرام کے مزے لینے نہیں آئے ہیں۔ ہم نے بدعنوانی کے خاتمے اور استحصال زدہ طبقوں کو انصاف فراہم کرنے کا عمل شروع کیا ہے۔ اگرچہ ہر چیز کے نتائج راتوں رات نظر نہیں آتے، لیکن ہم فاؤنڈیشن کی تیاری کر رہے ہیں۔ حکومت آپ کے اٹھائے گئے کچھ جائز مسائل کو حل کرنے کے لیے اپنا ہوم ورک بھی کر رہی ہے۔ ہم مزید بات چیت جاری رکھیں گے

پیٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں میں کمی

شفیق رضا: جنک پور: نیپال آئل کارپوریشن نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کی ہے۔ پٹرول کی قیمت فی لیٹر چار روپے اور ڈیزل و مٹی کے تیل کی قیمت فی لیٹر پانچ روپے کم کی گئی ہے، کارپوریشن نے بتایا ہے۔ اب پٹرول کی قیمت پہلے درجے کے لیے فی لیٹر 156 روپے 50 پیسے، دوسرے درجے کے لیے 158 روپے اور تیسرے درجے کے لیے 159 روپے مقرر کی گئی ہے

کے پی شرما اولی کو بیان کے لیے انکوائری کمیشن کی تیاری

شفیق رضا

جنکپور: جین زی احتجاج کے دوران ہونے والے سانحہ اور تمام تر واقعات سے متعلق انکوائری کمیشن نے اے ایم ایل اے کے چیئرمین کے پی شرما اولی کو بیان کے لیے خط بھیجنے کی تیاری کرلی ہے۔ جمعرات کو وزیر اعظم اور وزراء کونسل کے دفتر کے باہر میڈیا سے بات چیت میں، انکوائری کمیشن کے چیئرمین گوری بہادر کارکی نے بتایا کہ اے ایم ایل اے کے چیئرمین اولی کو جنجی تحریک کے سلسلے میں بیان کے لیے بلانے کے لیے خط بھیجنے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ جب میڈیا نے کارکی سے پوچھا کہ اگر اولی کمیشن کے بلانے پر حاضر نہیں ہوتے تو وہ کیا کریں گے، تو کارکی نے کہا کہ "کل کی بات کل ہی ہوگی"۔ اسی طرح انہوں نے بتایا کہ سابق وزیر داخلہ رمیش لیکھک کا بیان مکمل ہو چکا ہے۔ کارکی نے دعویٰ کیا کہ کمیشن اپنی رپورٹ مقررہ مدت میں پیش کر دے گا، جس میں حال ہی میں توسیع کی گئی ہے۔

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹشپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ

....

+918795979383-
+9779817619786
+91 7398 208 053

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

پارٹی کے امیدواروں کو انتخابی مہم میں 25 سے 33 لاکھ خرچ کرنے کی اجازت ہوگی۔الیکشن کمیشن

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

الیکشن کمیشن نے مقامی سطح کے ضمنی انتخابات کے لیے امیدواروں کے اخراجات کی حد مقرر کر دی ہے۔ترجمان اور جوائنٹ سکریٹری نارائن پرساد ساپکوٹا نے بتایا کہ 39 مقامی سطحوں پر مختلف عہدوں کے لیے 5 مارچ 2026 کو ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں۔اس کے لیے کمیشن نے امیدواروں کے لیے اخراجات کی حد مقرر کردی ہے۔میٹروپولیٹن سٹی کے میئر اور ڈپٹی میئر کے عہدوں کے امیدواروں کو 750,000 تک خرچ کرنے کی اجازت ہوگی۔سب میٹروپولیٹن سٹی کے ڈپٹی میئر اور ڈپٹی میئر کے عہدوں کے لیے امیدواروں کو 550,000 روپے خرچ کرنے کی اجازت ہوگی۔، میونسپل میئر اور ڈپٹی میئر کے عہدوں کے امیدواروں کو

450,000 روپے خرچ کرنے کی اجازت ہوگی ، اور دیہی میونسپلٹی چیئرپرسن اور وائس چیئرپرسن کے عہدوں کے امیدواروں کو 350,000 روپے خرچ کرنے کی اجازت ہوگی۔ اسی طرح ضلعی رابطہ کمیٹی کے سربراہ اور نائب سربراہ کے عہدوں کے امیدواروں کو 50,0000 لاکھ روپے تک خرچ کرنے کی اجازت ہوگی۔ میٹروپولیٹن سٹی کے وارڈ چیئر کے عہدے کے لیے امیدواروں کے لیے 300,000 روپے، سب میٹروپولیٹن سٹی وارڈ چیئر کے عہدے کے لیے 250,000 روپے، میونسپلٹی کے وارڈ چیئر کے عہدے کے لیے 200,000 روپے اور میونسپلٹی کے وارڈ چیئر کے عہدے کے لیے 150,000 روپے کی حد مقرر کی گئی ہے

کانگریس کی اولین ترجیح عام انتخابات کا انعقاد ہے۔دیوبا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو:نیپالی کانگریس کے صدر شیر بہادر دیوبا نے کہا ہے کہ نیپالی کانگریس کی ترجیح پارلیمنٹ کی بحالی نہیں بلکہ خود الیکشن ہے۔کانگریس صدر دیوبا نے یہ بیان حکومت کے ترجمان اور وزیر مواصلات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی جگدیش کھرل کے ساتھ ملاقات کے دوران دیا۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ نیپالی کانگریس نے انتخابات کی تیاری شروع کردی ہے۔
جمعہ کو وزیر مواصلات کھرل نے نیپالی کانگریس کے صدر دیوبا، یوایم ایل کے چیئرمین کے پی شرما اولی، اور این سی پی کوآرڈینیٹر پشپا کمل دہل 'پرچنڈا' کے ساتھ الگ الگ ملاقاتیں کیں۔وزیر مواصلات کھرل نے بتایا کہ ملاقات کے دوران دیوبا نے واضح طور پر کہا کہ نیپالی کانگریس کی ترجیح پارلیمنٹ کی بحالی نہیں بلکہ خود الیکشن ہے۔وزیر کھرل نے کہا کہ "انہوں نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ انتخابات کے لیے ماحول پیدا کرے۔ وہ اس بات پر فکر مند ہیں کہ ایک حفاظتی ماحول پیدا کیا جانا چاہیے،" وزیر کھرل نے کہا۔ "انہوں نے کہا ہے کہ نیپالی کانگریس انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن تعاون فراہم کرے گی۔دیوبا کا یہ بیان ایک ایسے وقت میں آیا ہے جب ایوان نمائندگان کی بحالی کا مطالبہ کرنے والے نیپالی کانگریس کے سبکدوش ہونے والے قانون سازوں کے دستخط سپریم کورٹ میں پہنچنے کے بعد انتخابات پر کانگریس کی لائن پر الجھن پیدا ہوگئی ہے۔کانگریس کے کل 87 سبکدوش ہونے والے ممبران پارلیمنٹ میں سے 65 کے دستخط شدہ ایک ضمنی عرضی سپریم کورٹ پہنچی ہے۔اس سے قبل تحلیل شدہ نیپالی کانگریس کی پارلیمانی پارٹی کے چیف وہپ شیام کمار گھمیرے اور وہپ سشیلا تھنگ سمیت آٹھ لوگوں نے 23 نومبر کو سپریم کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کی تھی۔سپریم کورٹ نے رٹ پٹیشن پر وجہ بتاؤ حکم جاری کیا ہے۔

ملک کو موجودہ سیاسی بحران و مشکلات سے نکالنے کا واحد ذریعہ انتخابات ہی ہے۔پرچنڈ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپالی کمیونسٹ پارٹی کے کوآرڈینیٹر سابق وزیر اعظم پشپ کمل دہال نے کہا ہے کہ ملک کو حل فراہم کرنے کے لیے انتخابات بہترین آپشن ہیں۔پیر کو کاٹھمانڈو میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے، انہوں نے خبردار کیا کہ اگر اس نے دوسرے آپشنز پر غور کیا تو ملک کو ایک اور تباہی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتیں انتخابات میں اس لیے حصہ لے رہی ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ انتخابات کے ذریعے ملک کو سیاسی استحکام، استحکام اور ترقی کے نئے عمل کی طرف گامزن کیا جاسکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ سب کی اجتماعی کوششوں سے ہی قوم کو بحرانوں سے نکلنے اور ملک کو انتشار اور پھیلاؤ کے خوف و ہراس سے نجات دلانے کی ذمہ داری پوری ہو سکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ ملک کے مسائل کا حل فراہم کرنے کا بہترین آپشن انتخابات ہیں، دوسرے آپشنز پر غور کرنے والی پہلی جماعت اور قیادت کی حیثیت سے ملک کو ایک بار پھر ایک اور تباہی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، ہم آج انتخابی عمل کے لیے ایک بند فہرست پیش کر رہے ہیں، میں تمام سیاسی جماعتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جس ماحول میں ہر کوئی حصہ لے سکے، مختلف اتار چڑھاؤ کے بعد بھی ملک کو سیاسی استحکام، استحکام اور ترقی کا نیا عمل انتخابات کے ذریعے حل کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اجتماعی کوششیں کریں، اور ملک کو اس خوف اور اندیشے سے نجات دلائیں کہ افراتفری پھیلے گی۔کوآرڈینیٹر دہال نے کہا کہ سیاست میں نئے نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی ایک مثبت پہلو ہے۔انہوں نے کہا کہ ملک کو پرامن اور جمہوری طریقے سے مسئلے کے حل کے لیے دیا جائے

ملک میں شفاف انتخابات کرانے کے لیے تمام سیاسی جماعتوں کی میٹنگ ضروری ہے: وزیر اعلیٰ کرنالی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کرنالی

کرنالی صوبے کے وزیر اعلیٰ یما لعل قندیل نے کہا ہے کہ وقت پر انتخابات کے انعقاد کے لیے سیاسی جماعتوں کے ساتھ گہری بات چیت جاری رکھی جائے۔بدھ کے روز سرکھیت میں شروع ہونے والے صوبائی سیکورٹی سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ قندیل نے جو کہ سی پی این (یوایم ایل) کے سکریٹری بھی ہیں، نے وزیر اعظم سوشیلا کارکی کی بڑی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کے ساتھ ہونے والی بات چیت کو مثبت قرار دیتے ہوئے کہا کہ صرف اس طرح کی بات چیت اور بات چیت ہی ملک کو انتخابات کی طرف لے جا سکتی ہے۔وزیر اعلیٰ قندیل نے دعویٰ کیا کہ بڑی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کے لیے سیٹوں کی حد مقرر کرکے انتخابی ماحول نہیں بنایا جا سکتا۔انہوں نے کہا، پارٹی نظام میں، پارٹیوں کو پسماندہ کرکے انتخابات کا انعقاد ممکن نہیں ہے۔اگر انتخابات کرانا ہیں تو جماعتوں کے ساتھ مسلسل اور گہری بات چیت ہونی چاہیے۔یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ حکومت کی بعض سرگرمیوں کی وجہ سے انتخابات کے لیے ماحول ابھی تیار نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ انتخابات وقت پر اسی صورت میں ممکن ہوں گے جب بڑی سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا خیال ترک کردیں۔یہ بتاتے ہوئے کہ انتخابات کا ماحول صرف پارٹیوں کے درمیان اتفاق رائے سے ہی پیدا کیا جا سکتا ہے، انہوں نے اس کے لیے ایک مضبوط سیکیورٹی صورتحال اور خوف سے پاک ماحول بنانے پر زور دیا۔
یہ بتاتے ہوئے کہ جین زی تحریک کے بعد سیکورٹی اہلکاروں میں نفسیاتی خوف موجود ہے، انہوں نے کہا کہ سیکورٹی اہلکاروں کو خوف کی ذہنیت سے آزاد کیا جائے تاکہ الیکشن کا ماحول بنایا جاسکے۔انہوں نے کہا، اگرچہ یہاں اس کا اظہار نہیں کیا گیا ہے، لیکن سیکورٹی اہلکار ایک طرح کی نفسیاتی گھبراہٹ میں ہیں۔اگر وہ اس مخمصے میں ہیں کہ انہیں دیئے گئے ہتھیاروں کا استعمال کرنا ہے یا نہیں تو ایسی کنفیوژن کی حالت میں انتخابی ماحول کیسے بنایا جا سکتا ہے؟انہوں نے کہا کہ 8 ستمبر کو نوجوانوں کی طرف سے اٹھائے گئے بدعنوانی پر قابو پانے اور گڈ گورننس کے مطالبات سے کوئی بھی متفق نہیں ہے، لیکن جب تک 9 ستمبر کو توڑ پھوڑ اور آتش زنی میں ملوث افراد کی نشاندہی کرکے کارروائی نہیں کی جاتی تب تک امن و سلامتی پر کوئی بھروسہ نہیں ہوگا۔

حکومت انتخابات کے لیے سازگار ماحول فراہم کرے، یوایم ایل اکثریت حاصل کرے گی۔اولی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: سی پی این-یوایم ایل کے چیئرمین کے پی شرما اولی نے کہا ہے کہ حکومت نے ابھی تک انتخابات کا ماحول نہیں بنایا ہے۔ جمعرات کو کاٹھمانڈو میں منعقد ایک پروگرام میں بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صدر کے دفتر شیتل نواس میں پارٹی اور وزیر اعظم کے ساتھ بات چیت کے باوجود صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔اولی نے اعتماد کا اظہار کیا ہے کہ اگر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہوئے تو یوایم ایل وفاقی پارلیمنٹ میں واضح اکثریت حاصل کرے گی۔انہوں نے موجودہ عبوری حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ حکومت صرف باتوں تک محدود ہے اور انتخابات کے لیے ضروری "ہوم ورک" یا عملی اقدامات نہیں کر رہی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر حکومت ماحول نہیں بنا سکتی تو اسے ہٹ جانا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ گزشتہ روز وزیراعظم سوشیلا کارکی سے بات کرنے کے بعد بھی صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، صورتحال جوں کی توں ہے، اس کے بعد بھی یہ واضح نہیں کہ الیکشن کرانے کے حکومتی مقاصد میں کچھ بہتری آئے گی یا جزوی، حالات بہتر ہوئے تو الیکشن ہوں گے، ایسا لگتا نہیں ہے، الیکشن کے لیے ماحول نہیں بنایا گیا، اور لگتا ہے کہ حکومت کی توجہ ماحول بنانے پر مرکوز نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ یو ایم ایل جیسے ہی حالات پیدا ہوں گے فیصلے کرے گی۔انہوں نے کہا کہ "حکومت انتخابات کے لیے حالات پیدا کرتی ہے، حکومت الیکشن کرواتی ہے، ہم الیکشن میں حصہ لیتے ہیں، ہمیں اکثریت ملتی ہے، ہم الیکشن جیتتے ہیں، ہم انتخابات کے پرامن ماحول، آزادانہ، منصفانہ اور فراڈ سے پاک ہونے کا انتظار کررہے ہیں، ہمارا بیانیہ ہے کہ ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے، یہ حکومت اس احساس ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کرتی"۔انہوں نے الزام عائد کیا کہ حکومت نے الیکشن کی تاریخ مقرر کرتے ہوئے کوئی تیاری نہیں کی اور ملک میں خوف و دہشت کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے۔اولی نے دعویٰ کیا کہ ملک اس وقت سنگین آئینی بحران میں گھرا ہوا ہے۔فوری ضرورت اس امر کی ہے کہ غیر مجاز اور غیر آئینی سفارش پر تحلیل ہونے والے ایوان نمائندگان کو بحال کیا جائے، ایک آئینی حکومت بنائی جائے اور پھر نئے مینڈیٹ کے ذریعے نئے ایوان نمائندگان کی تشکیل کے عمل کو آگے بڑھایا جائے۔

وزیر اعظم کارکی کی تینوں جماعتوں کے اعلیٰ رہنماؤں کے درمیان ملاقات، سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر اعظم سوشیلا کارکی نے تینوں بڑی پارٹیوں کے سرکردہ لیڈروں سے بات چیت کی ہے۔ہفتہ کو، اس نے نیپالی کانگریس کے صدر شیر بہادر دیوبا، سی پی این (یوایم ایل) کے چیئرمین کے پی شرما اولی، اور نیپالی کمیونسٹ پارٹی کے کوآرڈینیٹر پشپ کمل دہال 'پرچنڈ' کو بات چیت کے لیے بالوتار بلایا۔جیسے جیسے الیکشن قریب آیا، وزیر اعظم کارکی نے الیکشن میں پارٹیوں سے وابستگی حاصل کرنے کے لیے بات چیت کی۔انہوں نے کہا کہ یہ گھر آپ کا ہے۔میں عدلیہ کا فرد ہوں۔ہم صدر سے ملنے والے مینڈیٹ کے مطابق انتخابات کی تیاری کر رہے ہیں۔وزیر اعظم کادر کی نے کہا کہ انہوں نے دفاع کے علاوہ جو دوسری وزارتیں اپنے پاس تھیں وہ صرف الیکشن کی خاطر دیگر وزراء کو سونپ دی تھیں۔انہوں نے کہا، میں آپ سب سے جو اپیل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں وہ یہ ہے کہ اس الیکشن کو ہر ممکن طریقے سے کامیاب بنایا جائے۔ہر کسی کو اس میں حصہ لینا چاہیے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ الیکشن کے لیے تیار ہیں۔میں دیکھ رہی ہوں کہ ایسا ماحول بنایا جا رہا ہے۔ یہ خوش آئند ہے۔وزیراعظم کارکی نے فریقین کو بتایا کہ الیکشن کمیشن اور پولیس انتظامیہ کو انتخابات کے لیے یکساں وسائل فراہم کیے گئے ہیں۔وزیراعظم کارکی نے کہا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ سیکورٹی اہلکاروں کے حوصلے بلند ہوئے ہیں، ہم اسی طریقے سے کام کر رہے ہیں۔اب، کسی ابہام کے بغیر، ہم اس قوم کے مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے انتخابات کو کامیاب بنائیں، اور ایک مستحکم اور پائیدار جمہوریت کو یقینی بنائیں۔یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ میں نے آج آپ کو یہاں مدعو کیا ہے۔حکومت کے ترجمان اور وزیر برائے مواصلات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی جگدیش کھرل نے میٹنگ کے بعد صحافیوں کو بتایا کہ تینوں جماعتوں کے سرکردہ لیڈران بات چیت کے دوران انتخابات کے لیے پرعزم نظر آئے۔وزیر کھرل نے کہا کہ پراچنڈنے خصوصی حالات میں قائم ہونے والی حکومت کے کام کی بھی تعریف کی۔انہوں نے کہا کہ آپ لوگ آگے بڑھیں، ہم انتخابات میں حصہ لیں گے۔کانگریس صدر دیوبا نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ کی بحالی کانگریس کی ترجیح نہیں ہے۔چیئرمین اولی نے کہا کہ یو ایم ایل انتخابات کے لیے تیار ہے لیکن حکومت کو ماحول بنانے کی ضرورت ہے۔وزیر کھرل کا کہنا تھا کہ اسی بنیاد پر حکومت اور تینوں بڑی جماعتوں کے درمیان انتخابات کے لیے مفاہمت ہوگئی ہے۔انہوں نے کہا، انتخابات کے حوالے سے ایک مفاہمت ہو گئی ہے۔ اس کا مقصد اس کے لیے ماحول بنانا اور انتخابات میں ملک کو آگے بڑھانا ہے

یمن: سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے مابین تناؤ عروج پر

سعودی: (ایجنسیاں) سعودی فوجی اتحاد نے یمن میں اسلحے کی ایک کھیپ پر فضائی حملہ کرتے ہوئے متحدہ عرب امارات کی فورسز کو 24 گھنٹوں میں یمن چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ ریاض حکومت کی طرف سے ابوظہبی کے خلاف یہ اب تک کا سب سے سخت بیان ہے

حکومت نوجوانوں کی خواہشات کے مطابق ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے بھرپور کوششیں کررہی ہے۔وزیراعظم

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

عبوری وزیر اعظم سشیلا کارکی نے کہا ہے کہ حکومت ملک کی تعمیر کی طرف آگے بڑھ رہی ہے جو نوجوان چاہتے ہیں۔کاٹھمانڈو میں ایک پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حالیہ دنوں میں دیکھے گئے حالات سے سبق سیکھتے ہوئے نوجوان پرامن، آئینی اور جمہوری طریقوں سے اپنے مطلوبہ ملک کی تعمیر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اس کی بنیادی بنیاد آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہیں۔انہوں نے کہا کہ ملک بھر میں 5 مارچ کو ہونے والے الیکشن کا ماحول تیار ہو رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ متناسب انتخابی نظام کے لیے امیدواروں کی بند فہرست سیاسی جماعتوں کی جانب سے جوش و خروش کے ساتھ الیکشن کمیشن میں جمع کرانے سے بھی انتخابات کے انعقاد کی جانب ایک نیا سنگ میل ثابت ہوا ہے۔انہوں نے کہا، حالیہ دنوں میں دیکھے گئے حالات سے سبق سیکھتے ہوئے، آج ہم ایک پرامن، آئینی اور جمہوری راستے سے نوجوانوں کی خواہش کے مطابق ملک کی تعمیر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس کی بنیادی بنیاد آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہیں۔ ملک بھر میں 5 مارچ کو ہونے والے الیکشن کا ماحول تیار ہو رہا ہے۔ سیاسی جماعتوں نے پرجوش انداز میں متناسب انتخابی نظام کے لیے امیدواروں کی کلوز لسٹ الیکشن کمیشن میں جمع کرادی۔اس کے ساتھ ہی ہم نے انتخابات کے انعقاد کی طرف ایک نیا سنگ میل عبور کیا ہے۔اس کے لیے میں سیاسی جماعتوں کی قیادت اور نوجوانوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جو سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کرتی ہے۔انہوں نے مزید کہا، اس کے علاوہ، میں اس عمل میں شامل تمام فریقین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔ حکومت کو یقین ہے کہ تمام جماعتیں آئندہ کے عمل میں بھی اسی طرح جوش و خروش کے ساتھ شرکت کریں گی۔ حکومت امن و امان برقرار رکھنے اور انتخابات کو خوف و ہراس سے پاک ماحول میں کرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی ہے۔اس کام میں تمام سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی اور تمام نیپالی بھائیوں اور بہنوں کی حمایت، تعاون اور فعال شرکت کی اشد ضرورت ہے۔ ملک مزید عدم استحکام نہیں بلکہ استحکام اور اعتماد چاہتا ہے۔امن، اتحاد اور خوشحالی کی راہ پر ہم سب کو مل کر آگے بڑھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔وزیراعظم کارکی نے کہا کہ حکومت اس بات کو یقینی بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گی کہ انتخابات کا انعقاد امن، سلامتی اور نظم و نسق کو برقرار رکھتے ہوئے خوف سے پاک ماحول میں ہو

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کرکے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹشپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔
ایڈیٹر کو حسب ضرورت ترمیم کا حق ہوگا
+918795979383
+977981761978

اداریہ

نیپال کی سیاست ایک نئے موڑ پر

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

ملک نیپال اس وقت ایک بار پھر سیاسی بے چینی اور غیر معمولی سرگرمیوں کی لپیٹ میں ہے۔ گزشتہ کچھ عرصے کے دوران جس تیزی سے سیاسی واقعات رونما ہوئے ہیں، انہوں نے نہ صرف اقتدار کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے بلکہ عوام، بالخصوص نوجوان طبقے، کو بھی ایک نئے سیاسی مستقبل کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔

شدید عوامی اور سیاسی دباؤ، ملک گیر مظاہروں اور بڑھتی ہوئی بے چینی کے نتیجے میں سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی کو اقتدار سے دستبردار ہونا پڑا۔ ان کا استعفیٰ دراصل اس سیاسی نظام کے خلاف عوامی ناراضگی کا اظہار تھا جو برسوں سے وعدوں اور دعوؤں کے باوجود عام آدمی کی زندگی میں حقیقی تبدیلی لانے میں ناکام رہا۔ اولی حکومت کے خاتمے کے بعد ملک میں ایک خلا پیدا ہوا، جسے پُر کرنے کے لیے نوجوانوں اور سول سوسائٹی کی نظریں ایک نئی اور نسبتاً غیر متنازع شخصیت پر مرکوز ہوئیں۔ اسی پس منظر میں سوشیلا کارکی کو وزیر اعظم کے منصب کے لیے نامزد کیا گیا۔ ابتدا میں ان کی تقرری سے ملک میں ایک حد تک سکون کی فضا قائم ہوئی اور یہ تاثر پیدا ہوا کہ شاید نیپال ایک نئے سیاسی باب میں داخل ہو رہا ہے۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ یہ امید دم توڑتی نظر آئی۔ بحیثیت وزیر اعظم، سوشیلا کارکی نہ تو مضبوط قیادت کا مظاہرہ کر سکیں اور نہ ہی عوامی مسائل، جیسے مہنگائی، بے روزگاری، بدعنوانی اور انتظامی کمزوری کا مؤثر حل پیش کر پائیں۔ نتیجتاً عوام میں ایک بار پھر مایوسی نے جنم لیا۔

اب نیپال کی سیاست میں ایک نیا موڑ اس وقت آیا ہے جب راشٹریہ سوتنتر پارٹی کے صدر روی لامیچھانے اور کاٹھمانڈو کے مقبول میئر بالین شاہ کے درمیان سیاسی اتحاد کے قیام کی خبریں سامنے آئی ہیں۔ اس اتحاد کے تحت آئندہ انتخابی مہم میں بالین شاہ کو وزیر اعظم کے عہدے کے لیے نامزد کرنے کا اعلان کیا گیا ہے، جبکہ پارٹی کی صدارت بدستور روی لامیچھانے کے پاس رہے گی۔ اس پیش رفت نے ملک کے سیاسی حلقوں میں ہلچل مچادی ہے اور روایتی سیاست کے ایوانوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔

بالین شاہ اپنی بے باک شخصیت، جرات مندانہ فیصلوں اور کاٹھمانڈو میں نظر آنے والی عملی ترقی کے باعث پورے ملک میں ایک علامت بن چکے ہیں۔ تجاوزات کے خلاف کارروائیاں ہوں یا شہری نظم و نسق میں شفافیت، انہوں نے عملی اقدامات کے ذریعے خود کو محض ایک سیاست دان نہیں بلکہ ایک منتظم ثابت کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ صرف دارالحکومت ہی نہیں بلکہ ملک کے طول و عرض میں تبدیلی کی علامت سمجھے جا رہے ہیں۔

دوسری جانب روی لامیچھانے اپنی سیاسی بصیرت، عوامی رابطے اور روایتی سیاست سے ہٹ کر سوچ رکھنے کے باعث خاص طور پر تعلیم یافتہ اور نوجوان طبقے میں مقبول ہیں۔ ان کی قیادت میں راشٹریہ سوتنتر پارٹی نے خود کو ایک متبادل سیاسی قوت کے طور پر منوانے کی کوشش کی ہے، جو فرسودہ نظام کے خلاف ایک مضبوط آواز بن سکتی ہے۔

یہ اتحاد اگرچہ عوامی سطح پر امید کی نئی کرن کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، تاہم اس کے سامنے کئی عملی اور سیاسی چیلنجز بھی موجود ہیں۔ نیپال کی سیاست میں عددی اکثریت، اتحادی مفاہمت اور ادارہ جاتی توازن بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ مزید یہ کہ روایتی سیاسی جماعتیں بھی اس انتخابی معرکے میں پوری قوت کے ساتھ میدان میں اتریں گی، جس سے انتخابی ماحول مزید گرم اور پیچیدہ ہونے کا امکان ہے۔ اصل سوال یہ نہیں کہ وزیر اعظم کا سہرا کس کے سر سجے گا، بلکہ یہ ہے کہ آیا آنے والی قیادت ملک کو سیاسی عدم استحکام، معاشی دباؤ اور عوامی مایوسی سے نکال پائے گی یا نہیں۔ نیپال کے عوام اب محض نعروں، وعدوں اور چہروں سے مطمئن ہونے کو تیار نہیں۔ وہ عملی کارکردگی، شفاف حکمرانی اور دیرپا استحکام چاہتے ہیں۔

آنے والے دنوں میں نیپال کی سیاسی تصویر کس رخ اختیار کرے گی — کیا بالین شاہ اور روی لامیچھانے کا اتحاد واقعی ایک نئی تاریخ رقم کرے گا یا سیاست ایک بار پھر پرانے دائروں میں گھومتی رہے گی — یہ فیصلہ عوام کے ہاتھ میں ہے۔ بہر حال، یہ طے ہے کہ نیپال کی سیاست اب ایک ایسے موڑ پر کھڑی ہے جہاں ہر قدم ملک کے مستقبل پر گہرے اثرات مرتب کرے گا۔

سالِ نو: غفلت کا جشن نہیں، خود احتسابی اور تجدیدِ عزم کا پیغام

از: محمد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ
سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

جنوری سے عیسوی کلینڈر کی شروعات ہوتی ہے، جب کہ محرم الحرام سے قمری و ہجری سال کا آغاز ہوتا ہے۔ عموماً ماہِ جنوری کے آنے سے پہلے ہی نئے سال کی آمد کا لوگوں کو بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ دسمبر کی آخری تاریخ اور جنوری کی پہلی تاریخ [دن ہو یا رات] لوگ جشن و طرب کی محفلیں سجا کر خوب موج و مستی کرتے ہیں، اور نہ جانے کتنے واہیات، لغویات اور خرافات پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ ""نیو ایئر"" کے نام پر طوفانِ بدتمیزی برپا کر کے اس کا استقبال کیا جاتا ہے، اور اس موقع پر یہ بات بالکل فراموش کر دی جاتی ہے کہ سالِ نو کی آمد صرف خوشی و مسرت ہی نہیں، بلکہ دراصل فکر، تدبر، خود احتسابی اور اصلاحِ احوال کی دعوت ہے۔

ہم اپنی منزلِ حقیقی کی طرف رواں دواں ہیں، ہماری بہارِ عمر خزاں کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے، ہم قبر کے قریب ہو رہے ہیں اور دنیا سے داغِ مفارقت دینے کا وقت دن بدن نزدیک آتا جا رہا ہے۔ فیّاضِ ازل نے ہماری جو متعینہ زندگی لکھی تھی، وہ اختتام کے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے، اور ہر گزرتا ہوا سال ہمیں خاموش زبان میں یہ پیغام دے رہا ہے کہ زندگی کی پونجی کم ہوتی جا رہی ہے۔

اس لیے سالِ نو کی آمد پر بے جا رسوم، لغویات اور خرافات پر عمل کے بجائے ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔ بہر حال، سالِ نو کے موقع پر لایعنی مشاغل، عیاشی و فحاشی سے پُر مجالس کے انعقاد اور ان میں شرکت کے بجائے خود احتسابی سے کام لینا ہی عقل و دانش، دینی شعور اور ایمانی غیرت کا تقاضا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان ایک مسافر ہے، اور اس کی زندگی سراسر مسافرانہ ہے۔ ہم سب گویا کسی اسٹیشن پر بیٹھے ہوئے ہیں؛ جس کی گاڑی آئی وہ اپنے اگلے سفر کے لیے روانہ ہو گیا، اور باقی مسافر اپنی اپنی گاڑی کے انتظار میں ہیں کہ کب بلاوا آ جائے اور تمام اسباب و سامان سمیٹ کر چل دیا جائے۔ نہ کوئی یہاں ہمیشہ رہنے آیا ہے اور نہ ہی کسی کو ہمیشہ کی مہلت ملی ہے۔

ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو غفلت اور لاپرواہی میں اپنی عمر کے بیش قیمت لمحات ضائع کر رہے ہیں، اپنی موت کو بھلا کر، انجام سے بے پرواہ ہو کر، کھانے پینے، کھیل کود اور نفسانی خواہشات میں مصروف ہیں؛ حالاں کہ سانسوں کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ عمر کی مقدار گھٹتی جا رہی ہے، اور موت ہر لمحہ ہم سے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑی ہے۔

رفتہ رفتہ انسان اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنے اعمال و افعال کا سنجیدگی سے جائزہ لینا چاہیے، نہ کہ محض مبارکبادوں اور وقتی خوشیوں کے ذریعے دل کو تسلی دے لینا۔ ہر گزرا ہوا دن آنے والے دن کی یاد دہانی ہے، اور جو وقت گزر گیا وہ کبھی واپس نہیں آئے گا، البتہ وہ ہمارے لیے ایک گواہ بن چکا ہے۔

درحقیقت سالِ نو ہمیں یہی پیغام دیتا ہے کہ جو وقت گزرنا تھا وہ گزر گیا، اب مستقبل کی فکر کرنی ہے؛ غفلت و لاپرواہی کے ماحول کو چھوڑ کر اپنی سمتِ سفر متعین کرنی ہے، اور آخرت کے طویل سفر کے لیے زادِ راہ کا انتظام کرنا ہے۔

ویسے بھی نیا سال محض وقتی مسرتوں اور خوشیوں کے جذبات لے کر نہیں آتا، بلکہ ایک نئے سفر کی شروعات، تازہ عزم کے ساتھ زندگی کو آگے بڑھانے کا شوق، اپنے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے اور بکھرے ہوئے معاملات کو سمیٹنے کا حوصلہ بھی دیتا ہے۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ سب سے زیادہ پُرعزم اور بلند حوصلہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام گزرے ہیں، جن کی پوری زندگی مضبوط عزائم اور شدید مخالفتوں کے مقابل دیوارِ آہن بنی رہی، اور انہوں نے اپنے متبعین کو بھی صبر، استقامت اور عملِ مسلسل کا درس دیا۔

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی اس کی روشن ترین مثال ہے۔ کن حالات میں اور کیسی کیسی مخالفتوں کے باوجود حضور نبی کریم ﷺ نے دینِ حق کی دعوت کو عام کیا اور انسانیت تک اللہ وحدہٗ لاشریک کے پیغام کو پہنچایا، اور یہ ثابت کر دیا کہ اگر ارادہ مضبوط ہو تو حالات کی آندھیاں بھی راستہ نہیں روک سکتیں۔

یقیناً اگر عزائم سرد پڑ جائیں اور ارادوں میں تھکن در آئے تو کامیابی و کامرانی ایک ادھورا خواب بن کر رہ جاتی ہے۔ اسی لیے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ٹھہرو نہ ارادوں کی تھکن جاگ پڑے گی
ایک لمحہ کو رکنا بھی قیامت ہے سفر میں

پس ہر نیا سال خفتہ عزائم کو بیدار کرنے، سوئے ہوئے جذبات کو جگانے، مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ آگے بڑھنے اور غفلتوں سے دامن جھاڑ کر میدانِ عمل میں اترنے کی دعوت دیتا ہے۔

نیا سال اور دو بنیادی تقاضے:

یوں تو نیا سال ہمیں بہت سی باتوں کی طرف متوجہ کرتا ہے، مگر بالخصوص ہم مسلمانوں کو اس موقع پر دو بنیادی امور پر سنجیدگی سے توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے:

(1) ماضی کا احتساب:

نیا سال ہمیں دینی و دنیوی دونوں میدانوں میں اپنا محاسبہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے کہ ہماری زندگی کا ایک اور سال کم ہو گیا... ہم نے اس میں کیا کھویا اور کیا پایا؟

عبادات، معاملات، اخلاق، حلال و حرام، حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد... ان سب کے آئینے میں اپنی پوری زندگی کی ورق گردانی کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ انسان دوسروں کی نظروں سے تو اپنی کوتاہیوں کو چھپا سکتا ہے، مگر خود اپنے ضمیر کی عدالت سے نہیں بچ سکتا۔

اسی حقیقت کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: "حَاسِبُوا أَنْفُسَكُم قَبْلَ أَن تُحَاسَبُوا" (کنز العمال: ۴۴۰۰۳)
""تم اپنا محاسبہ خود کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔""

لہٰذا ہمیں دیانت داری کے ساتھ اپنا مواخذہ کرنا چاہیے اور ملی ہوئی مہلت سے فائدہ اٹھانا چاہیے، قبل اس کے کہ یہ مہلت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ قرآنِ کریم سورۂ منافقون میں نہایت بلیغ انداز میں ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ موت کا وقت آنے سے پہلے پہلے ہوش کے ناخن لے لیے جائیں۔

(2) آئندہ کا لائحۂ عمل:

خود احتسابی کے بعد اگلا مرحلہ یہ ہے کہ اس کی روشنی میں آئندہ کے لیے واضح منصوبہ بنایا جائے۔ یہ دیکھا جائے کہ گزشتہ سال ہماری کمزوریاں کیا رہیں، اور انہیں کس طرح دور یا کم کیا جا سکتا ہے۔

انسان خطا کا پتلا ہے، اس سے غلطیاں ہوتی رہیں گی، مگر اصل خرابی یہ نہیں کہ انسان سے غلطی ہو جائے؛ اصل خرابی یہ ہے کہ وہ اس سے سبق نہ لے اور بار بار اسی راہ پر چلتا رہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ""اِغتنم خمساً قبل خمس..."" (المستدرک للحاکم: 6487)

یہ حدیث دراصل وقت کی قدر، زندگی کی قیمت اور مواقع کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، اور ہمیں بتاتی ہے کہ عقل مند وہی ہے جو فرصت کو غنیمت جانے اور آج کے لمحے کو کل کی کامیابی کا زینہ بنائے۔

دینی و دنیوی دونوں محاذوں پر محاسبہ:

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہماری کامیابی اور ناکامی کا دارومدار اسی دنیا کے اعمال پر ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ..." (النجم)

اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی دنیاوی زندگی۔ تجارت، ملازمت، تعلیم اور معاش۔ سب کا جائزہ لیں، اور اسی کے ساتھ اپنے دینی احوال۔ نماز، روزہ، اخلاق، معاملات اور تعلق باللہ کا بھی بے لاگ محاسبہ کریں۔

ناکامی بذاتِ خود کوئی عیب نہیں، عیب یہ ہے کہ انسان ناکامی کے باوجود بے حس رہے، اس کے اسباب پر غور نہ کرے اور سنبھلنے کی کوشش نہ کرے۔ جو شخص اپنے نقصانات کا جائزہ لیتا ہے، وہی گر کر سنبھلتا ہے اور اپنی منزل کی طرف دوبارہ قدم بڑھاتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ سال کی تبدیلی اور کلینڈر کی شروعات محض جشن و مسرت کا نام نہیں، بلکہ خود احتسابی، فکرِ آخرت، اصلاحِ کردار اور تجدیدِ عزم کی دعوت ہے۔ جس طرح ایک تاجر دن کے اختتام پر حساب کتاب کرتا ہے، اسی طرح مسافرِ دنیا کو بھی سال کے اختتام پر اپنی زندگی کی کتاب کا جائزہ لینا چاہیے۔ نیا سال عبرت ہے، موعظت ہے اور فکر و عمل کی پُر اثر دعوت ہے۔

مرزا غالب نے کیا خوب کہا ہے:

رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں

اللہ تعالیٰ ہمیں وقت کی قدر کرنے، اپنا محاسبہ کرنے اور اپنی زندگی کو مقصدِ تخلیق کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ

خانقاہوں کی حقیقت و اہمیت ایک جائزہ

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

کبھی صدیوں پہلے، تہذیبوں کے شور اور دنیا کے ہنگامے سے دور، ایک ایسی دنیا آباد تھی جہاں انسان اپنے اندر کے سفر پر روانہ ہوتا تھا۔ یہ دنیا خانقاہ کہلاتی تھی — ایک ایسی سرزمین جہاں قدم رکھ کر دل کو تڑپ، روح کو سکوت، اور عقل کو سمت ملتی تھی۔ جہاں در و دیوار مٹی کے تھے مگر فضا نور کی تھی۔

جہاں عاجزی تخت تھی اور خدمت تاج۔ جہاں چٹائی پر بیٹھا ہوا فقیر بادشاہوں سے زیادہ قیمتی لگتا تھا۔ آج، جب ہم اسی خانقاہ کے دروازے پر آ کر رکتے ہیں، تو دل یہ پوچھتا ہے: کیا وہی روشنی آج بھی موجود ہے؟ کیا وہی خوشبو آج بھی مہکتی ہے؟ یا خانقاہیں بھی دنیا کی دھول میں کہیں کھو گئیں؟ ماضی کی خانقاہیں زبانِ حال سے یہ کہتی تھیں کہ: ""اے مسافر! اگر تُو دنیا سے تھک جائے تو یہاں آ جا، یہاں دلوں کو مرہم ملتا ہے، یہاں آنکھیں بخشش کی بارش میں بھیگتی ہیں، یہاں انسان اپنے آپ کو پاتا ہے۔"" ان خانقاہوں میں ذکر کی گونج دلوں کو مصفّا کرتی، شیخ کی صحبت کردار کو جلا دیتی، درس و تعلیم عقل کو جلا بخشتی، خدمتِ خلق انسانیت کو تازہ کرتی، اور عبادت کی سکینت روح کو مطمئن کرتی تھی۔ وہ خانقاہیں انسان کو اندر سے بدل دیتی تھیں۔ وہاں آنے والا درویش بن کر جاتا نہ تھا، بلکہ بہتر انسان بن کر لوٹتا تھا۔ آج کی خانقاہیں دو رنگوں میں دکھائی دیتی ہیں — کہیں وہی نور کی آبشار ہے اور کہیں قصوں کی گرد میں چھپی ہوئی دھندلی یاد۔ (۱) آج بھی کچھ ایسی خانقاہیں ہیں جس میں ماضی کی جھلک باقی ہے۔ جہاں سادگی ہے، اخلاص ہے، علم ہے، ذکر کی حرارت ہے، اور اصلاح کا سوز ہے۔

ان خانقاہوں میں انسان آج بھی بدلتا ہے، اس کی نگاہ نرم ہوتی ہے، اس کا دل روشن ہوتا ہے، اور وہ اللہ سے قریب ہوتا ہے۔ یہ خانقاہیں ماضی کی گونج ہیں، وہی پرانے چراغ آج بھی سورج کی طرح جگمگا رہے ہیں (۲) لیکن پھر کچھ خانقاہیں ایسی بھی ہیں جہاں: میلوں ٹھیلوں قوالیوں نذرانوں اور ظاہری رسوم نے روحانیت کی جگہ لے لی ہے۔ جہاں دلوں کی تطہیر کے بجائے ہجوم کا شور ملتا ہے۔ جہاں تصوف کا گہرائی بھرا سوز صرف کتابوں کے جملوں میں باقی ہے، دلوں میں نہیں۔ اصل مقصد سے دوری کیوں؟ یہ سوال ایک درد بھرا تجزیہ مانگتا ہے۔ چند بنیادی اسباب دل پر دستک دیتے ہیں: (۱) باطن کی جگہ ظاہر کا غلبہ یعنی جب خانقاہ کا محور تقویٰ اور تزکیہ کے بجائے محفلوں اور تقریبات کا شور بن جائے، تو باطن کی روشنی بجھنے لگتی ہے۔ روحانیت خاموشی میں پروان چڑھتی ہے — شور میں نہیں۔ (۲) شیخ و مرید کے رشتے کی کمزوری یعنی ماضی میں شیخ وہ چراغ تھا جس سے سینکڑوں چراغ جلتے تھے۔ آج کئی جگہ شیخ کی شخصیت رسمی، اور مرید کی طلب کمزور ہو چکی ہے۔ تربیت کا یہ رشتہ کمزور ہو تو روحانیت کا سفر بھی سطحی ہو جاتا ہے۔ (۳) دنیا داری اور نمائش کا ہلکا مگر زہر آلود سایہ جب تصوف کا لباس زیبِ تن ہو مگر دل دنیا کے بوجھ تلے دبا ہو تو خانقاہ کا نور متاثر ہوتا ہے۔ صوفی کی اصل پہچان سادگی تھی — آج کئی جگہ نمائش نے اس سادگی کو اوٹ میں لے لیا ہے۔ (۴) علم و بصیرت کی کمی اور فکری جمود یعنی ماضی کے صوفی قرآن و حدیث کے شناور تھے۔ آج زیادہ تر خانقاہوں میں علم کا وہ درجہ باقی نہیں رہا، اسی لیے تربیت میں بھی گہرائی کم ہوتی جا رہی ہے۔ علم کمزور ہو تو روحانیت محض جذبہ رہ جاتی ہے — نظام نہیں۔ (۵) نوجوانوں سے مکالمے کا دروازہ بند ہو جانا یعنی آج کا نوجوان سوال پوچھتا ہے۔ وہ دلیل مانگتا ہے۔ وہ سمجھنا چاہتا ہے۔ اگر خانقاہیں اس کی ذہنی تشنگی بجھانے کے قابل گفتگو پیدا نہ کریں تو نوجوان کی راہ بدل جاتی ہے، اس کا سفر روحانیت سے نہیں، بلکہ زمانے کے شور سے جڑ جاتا ہے۔ (٦) مجاہدۂ نفس کی کمزوری یعنی تصوف کی بنیاد مجاہدہ ہے — اور مجاہدہ قربانی چاہتا ہے۔ آج کی خانقاہوں میں وہ سختی، وہ محنت اور وہ ریاضت کم دکھائی دیتی ہے جو ماضی میں روحانی ترقی کا زینہ تھی۔ کیا خانقاہ کا چراغ بجھ گیا؟ نہیں! سچ یہ ہے کہ چراغ بجھا نہیں، بس دھیمی ہوا میں ٹمٹما رہا ہے۔ اگر اس پر ہاتھ کی اوٹ کر دی جائے تو لو پھر جوان ہو سکتی ہے۔ آج بھی: اگر علم کو پھر سے مقام دیا جائے، اگر شیخ و مرید کا رشتہ سچا ہو جائے، اگر تصوف کو سادگی اور خدمت کی پٹڑی پر لایا جائے، تو خانقاہیں ایک بار پھر انسانیت کی تربیت اور روحانیت کی بیداری کا مرکز بن سکتی ہیں۔ خانقاہ دراصل وہ ہے جہاں انسان اپنے ""میں"" کو مٹا کر اللہ کی رضا میں پگھل جائے۔ اگر دل روشن ہو تو کچی جھونپڑی بھی خانقاہ ہے — اگر دل بجھا ہو تو سنگِ مرمر کی عمارت بھی بے نور۔ دنیا میں بہت کچھ بدل گیا ہے، مگر انسان کی روح آج بھی روشنی چاہتی ہے۔ اگر خانقاہیں اپنی اصل روح — اخلاص، علم، خدمت اور تزکیہ — دوبارہ پہچان لیں تو یہ دنیا پھر سے آباد ہو سکتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خود کو علم، تقویٰ، اور اخلاص سے مزین کریں، سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا سیکھیں، اور ایسے لوگوں سے بچیں جو دین کو کاروبار بنا چکے ہیں۔ صرف سچا علم اور خالص نیت ہی امت کو دوبارہ اتحاد، عزت، اور امن کی راہ پر لا سکتی ہے۔

خادم علم و تدریس: مدرسہ اقبالیہ برکاتیہ، لوہارپٹی نگر پالیکا، مہوتری نیپال

نئے سال کی آمد: لمحۂ تغیر یا لمحۂ محاسبہ؟

مفتی قاضی فضل رسول مصباحی
استاذ دار العلوم اہل سنّت قادریہ
سراج العلوم برگدہی مہراج گنج یوپی

نئے سال کی آمد بظاہر ایام کی گنتی میں ایک عددی تبدیلی ہے، مگر اہلِ نظر کے نزدیک یہ وقت کی جانب سے انسان کے ضمیر پر پڑنے والی ایک بامعنی دستک ہے جو اسے اپنی گزرگاہِ حیات پر ٹھہر کر نظر ڈالنے کی دعوت دیتی ہے۔ زمانہ اپنی رفتار سے رواں رہتا ہے، اس کی گردش میں نہ کمی آتی ہے نہ توقف، البتہ انسان ہر نئے سال کے آغاز پر اس حقیقت سے دوچار ہوتا ہے کہ اس کے دامنِ عمر سے ایک اور قیمتی حصہ کم ہو چکا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں نیا سال محض ایک تاریخ نہیں رہتا بلکہ انسان کے لیے سوال بن جاتا ہے کہ آیا اس نے وقت کو شعور کے ساتھ برتا یا اسے غفلت کے حوالے کر دیا۔

اسلامی تصورِ حیات میں وقت محض ایک مظہر نہیں بلکہ ایک عظیم امانت اور کڑی آزمائش ہے۔ قرآن کریم کا زمانے کی قسم کھا کر انسان کو خسارے سے آگاہ کرنا دراصل اسی امانت کی یاد دہانی ہے کہ نجات کا راستہ ایمان، عمل صالح، التزام حق اور استقامت کے بغیر ممکن نہیں۔ نیا سال اسی پیغام کو نئے سیاق میں دہراتا ہے کہ زندگی کا مقصد صرف دن گزارنا نہیں بلکہ اپنے باطن کی تعمیر کرنا ہے، کیونکہ وہ وقت جو مقصد سے خالی ہو، خواہ کتنا ہی رنگین کیوں نہ ہو، انجام کار خسارے ہی میں ڈھل جاتا ہے۔

عصرِ حاضر میں نئے سال کا مفہوم زیادہ تر ظاہری مسرتوں، نمائشی خوشیوں اور رسمی تمناؤں تک محدود کر دیا گیا ہے، حالانکہ فکری سنجیدگی کا تقاضا یہ ہے کہ یہ لمحہ انسان کو محاسبۂ نفس کی طرف متوجہ کرے۔ دانش مند وہ نہیں جو وقت کے بہاؤ میں بہہ جائے بلکہ وہ ہے جو وقت کے آئینے میں خود کو پہچان لے۔ اگر نیا سال ہمیں اپنے علم کے معیار، اپنے اخلاق کی سطح، اپنے اعمال کی سمت اور اپنے سماجی کردار پر غور کرنے پر آمادہ نہ کرے تو ایسی تبدیلی محض کیلنڈر کی سطح پر واقع ہوتی ہے، زندگی کی گہرائی میں کوئی ارتعاش پیدا نہیں کرتی۔

اسلام انسان کو مایوسی نہیں بلکہ امید کے ساتھ ذمہ داری سکھاتا ہے۔ ہر نیا لمحہ رجوع و اصلاح کا امکان لیے ہوئے ہے، اور نیا سال اسی امکان کا ایک بلیغ استعارہ ہے، مگر یہ استعارہ اسی وقت معنی خیز بنتا ہے جب انسان اس امید کو عمل میں ڈھالنے کا حوصلہ پیدا کرے۔ فرد کی اصلاح کے بغیر معاشرتی توازن قائم نہیں ہو سکتا، اور جب تک نیا سال ہمیں عدل، دیانت، سچائی، علم دوستی اور خدمت خلق جیسے اقدار سے وابستہ نہ کرے، تب تک وہ بھی ماضی کے برسوں کی طرح تاریخ کے بوجھ میں ایک عددی اضافہ بن کر رہ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نئے سال کی آمد کا اصل پیغام جشن نہیں بلکہ عہد ہے —
اپنے رب سے بھی اور اپنے ضمیر سے بھی — کہ ہم وقت کو غفلت کی نذر نہیں کریں گے بلکہ اسے بیداری کا وسیلہ بنائیں گے۔ اگر انسان نے اس شعور کو اپنا لیا تو ہر آنے والا سال نیا ہوگا، اور اگر یہ شعور مفقود رہا تو برس بدلتے رہیں گے مگر انسان فکری جمود سے باہر نہیں آئے گا۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ نئے سال کی حقیقی مبارکبادی یہ ہے کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کا عزم پیدا کرے، کیونکہ اصل انقلاب تاریخ کے ہندسوں میں نہیں بلکہ انسان کے کردار میں برپا ہوتا ہے۔

مسلم معاشرے میں داخلی زوال کی چند سنگین صورتیں

محمد پالن پوری

یہ داغ داغ اُجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

ہم سب عموماً یہ سمجھتے ہیں اور کسی حد تک بجا بھی سمجھتے ہیں کہ مسلم معاشرے کا سب سے بڑا المیہ بیرونی دباؤ، سیاسی چالیں اور عالمی ناانصافیاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے اس سے انکار ممکن نہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا صرف انہی عوامل کو ہمارے زوال کی جڑ مان لینا درست ہوگا؟ کیا یہ فکری دیانت کے مطابق ہے کہ ہم ہر شکست، ہر بگاڑ اور ہر خرابی کو باہر سے آنے والی سازشوں کے کھاتے میں ڈال کر خود کو بری الذمہ قرار دے دیں؟ اگر ہم ذرا توقف کے ساتھ خود سے بات کریں تو ماننا پڑے گا کہ خارجی دباؤ اگر طوفان ہیں تو داخلی کمزوریاں وہ دراڑیں ہیں جن سے یہ طوفان اندر داخل ہوتا ہے۔ کوئی بھی معاشرہ صرف باہر سے نہیں ٹوٹتا۔ وہ پہلے اندر سے کمزور ہوتا ہے پھر بیرونی طاقتیں اسے بکھیر دیتی ہیں۔ اور یہی وہ نکتہ ہے جہاں مسلم معاشرے کے داخلی زوال پر سنجیدہ گفتگو ناگزیر ہو جاتی ہے۔۔۔۔

داخلی زوال کی سب سے نمایاں صورت دین کے ساتھ ہمارا وہ تعلق ہے جو جذبات تک محدود اور عمل سے خالی ہوتا جا رہا ہے۔ ہم مذہب کو شناخت کے طور پر تو اپناتے ہیں مگر اخلاق، معاملات اور اجتماعی رویّوں میں اسے پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔ عبادات موجود ہیں مگر عدل ناپید، زبان پر کلمہ ہے مگر لین دین میں جھوٹ، وعدہ خلافی اور حق تلفی عام ہے گویا دین مسجد کی دہلیز پر رک جاتا ہے اور بازار میں داخل ہوتے ہی اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔۔ قربان جاؤں اقبال پر کہ اقبال نے اسی تضاد کو برسوں پہلے یوں آشکار کیا تھا کہ

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اس زوال کی دوسری سنگین صورت خاندانی نظام کی کمزور پڑتی بنیادیں ہیں۔ والدین اور اولاد کے درمیان اعتماد کی جگہ بدگمانی، ادب کی جگہ تلخی اور قربت کی جگہ فاصلے بڑھتے جا رہے ہیں۔ نکاح مشکل اور گناہ آسان ہوتا چلا گیا ہے۔ عورت یا تو مظلوم ہے یا محض ایک استعمالی شئ اور مرد ذمہ داری کے بوجھ سے بچ کر اقتدار کے احساس میں جیتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھر جو کبھی سکون اور تربیت کا مرکز تھا اب اضطراب اور کشمکش کی علامت بنتا جا رہا ہے حالاں کہ یہی وہ اکائی تھی جہاں سے ایک صالح معاشرہ جنم لیتا تھا۔

تیسری صورت فکری سطحیّت اور شعوری غفلت ہے۔ ہم سننے سے پہلے ردّ عمل دیتے ہیں، سمجھنے سے پہلے فتویٰ صادر کر دیتے ہیں، تحقیق کے بجائے افواہ اور دلیل کے بجائے جذبات پر یقین کر لیتے ہیں۔ اختلاف اب برداشت نہیں رہا بلکہ دشمنی بن چکا ہے اور سوال کرنا بغاوت سمجھا جانے لگا ہے۔ ایسے ماحول میں نہ فکر پروان چڑھتی ہے نہ اصلاح کی کوئی صورت نکلتی ہے بس ایک ہجوم پیدا ہوتا ہے اور ہجوم ہمیشہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں استعمال ہوتا ہے۔۔ سالوں پہلے فیض کی نکلی ہوئی آواز یوں محسوس ہوتی ہے جیسے آج کے لیے ہو

یہ داغ داغ اُجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

داخلی زوال کی ایک نہایت خطرناک شکل اخلاقی حس کا مفلوج ہو جانا ہے۔ ظلم اگر اپنے ہاتھ سے ہو تو اسے حکمت کا نام دے دیا جاتا ہے، ناانصافی اپنے مفاد میں ہو تو تاویلیں تراش لی جاتی ہیں اور کمزور کے کچلے جانے پر خاموشی کو مصلحت کا لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں معاشرہ مظلوم ہونے کے بجائے ظلم کا عادی ہو جاتا ہے اور عادت بن جانے والا ظلم سب سے زیادہ ہلاکت خیز ثابت ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

پانچویں صورت مادّہ پرستی اور نمائش کا وہ سیلاب ہے جس نے اقدار کو بہا کر رکھ دیا ہے۔ سادگی غربت، قناعت ناکامی اور وقار کمزوری سمجھا جانے لگا ہے، عزت کردار سے نہیں بلکہ حیثیت سے ناپی جاتی ہے اور کامیابی کا معیار تقویٰ کے بجائے ظاہری چمک دمک بن چکا ہے۔ اس دوڑ میں وہ سب پیچھے رہ گیا جو انسان کو انسان بناتا تھا یعنی حیا، حلم، شکر اور صبر۔

یہ تحریر کسی فرد یا طبقے پر الزام عائد کرنے کے لیے نہیں لکھ رہا بلکہ اجتماعی خود احتسابی کی ایک سنجیدہ کوشش کر رہا ہوں کیونکہ تاریخ کا واضح سبق یہ ہے کہ کوئی قوم بیرونی حملوں سے اتنی نہیں ٹوٹتی جتنی اندرونی زوال سے بکھر جاتی ہے اور جب اندر کی خرابی پہچان لی جائے تو اصلاح کی راہیں خود بخود کھلنے لگتی ہیں۔۔ اقبال کا یہ یقین آج بھی ہمارے لیے چراغِ راہ بن سکتا ہے کہ افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

مسلم معاشرے میں داخلی زوال کی یہ صورتیں اگر ہمیں بے چین کر رہی ہیں تو یہی بے چینی پہلی علامتِ حیات ہے کیونکہ جو معاشرہ اپنی بیماری کو پہچان لے وہ علاج سے دور نہیں رہتا۔۔۔۔۔

اصل سوال صرف یہ ہے کہ کیا ہم آئینہ دیکھنے کا حوصلہ رکھتے ہیں یا ہر بار آئینہ توڑ کر مطمئن ہو جانا ہی ہماری عادت بن چکا ہے۔۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اصلاح کا سفر ہمیشہ اندر سے شروع ہوتا ہے اور وہیں سے کامیاب بھی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

سالِ نو کی آمد اور بڑھتے ہوئے خرافات

اس روئے زمین پر جہاں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں وہیں ان کو ماننے والی مختلف قومیں بھی پائی جاتی ہیں، ہر قوم کا اپنا اپنا کلچر اور اپنی اپنی تہذیب ہوتی ہے، جس کے مطابق وہ اپنے شب و روز گزارتے ہیں، متفرق تاریخوں میں ہر مذاہب کے اپنے اپنے تہوار منائے جاتے ہیں اور ہر تہوار کا الگ الگ پس منظر اور ایک منفرد پہچان ہوتی ہے۔ آج کل ایک تیوہار بہت زوروں پر ہے، جو بلا تفریقِ مذہب، عالمی تیوہار بنتا جا رہا ہے، یہ وہ تیوہار ہے جسے لوگ نئے سال سے تعبیر کرتے ہیں، جبکہ حقیقت میں دیکھا جائے تو نئے سال کا یہ جشن عیسائیوں کی تہذیب سے ماخوذ ہے، جس کو قدیم زمانے سے عیسائی بڑی شان و شوکت کے ساتھ مناتے چلے آرہے ہیں، اس کا پس منظر وہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش ۲۵/دسمبر کو ہوئی تھی۔ یہ وہی تاریخ ہے جس کی خوشی کے موقع پر کرسمس ڈے منایا جاتا ہے اور یہ سلسلہ صرف یہیں تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس کی کڑی نئے سال سے جا ملتی ہے، جس کی خوشی ۳۱/دسمبر اور یکم جنوری کے درمیانی شب میں منائی جاتی ہے۔

اس خوشی کو منانے کے لیے جگہ جگہ رنگ برنگ لائٹیں اور قمقمے لگائے جاتے ہیں اور اس رات مختلف ممالک کے آزاد خیال لوگ ہوٹلوں، پارکوں، شاپنگ مالز، ریسٹورنٹز اور نائٹ کلبز وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں،

ازقلم: حشمت اللہ
علیمی ماتریدی

رقص و سرور کی محفلیں سجتی ہیں، طوائف کو بلا کر ڈانس کرایا جاتا ہے، مزید یہ کہ ان حرام کاموں پر خوب پیسے لٹائے جاتے ہیں اور بہت سارے نوجوان لڑکے لڑکیاں مختلف قسم کے پکوان تیار کرتے اور کھاتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ مل کر عیاشیاں کرتے ہیں۔ حرام کاری کا یہ سلسلہ شب بھر یونہی چلتا رہتا ہے۔ جیسے ہی رات کا ۱۲/ بجتا ہے کیک کاٹا جاتا ہے، ہیپی نیو ایئر کہکے نئے سال کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو مبارک بادیاں پیش کی جاتی ہیں۔

شاید انہیں نہیں معلوم! کہ یہ رات ان لوگوں کے لئے ٹھنڈے دماغ سے غور کرنے کی رات ہے، کہ جوان جگہوں پر جا کر یہ لوگ بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں، کیا اس میں خود ان کا یا دوسروں کا کوئی دنیاوی یا دینی فائدہ ہے۔ اگر وہ ایسا کریں، تو ان کے ضمیر سے ضرور یہ صدا آئے گی کہ ایسی تقریبات میں فائدہ نہیں بلکہ صرف مال کا ضیا، وقت کی بربادی، اور عزت و آبرو کی نیلامی ہوتی ہے۔ یہ تمام حرکتیں اگر غیروں تک محدود ہوتی تو کچھ حد تک بات سمجھ میں آنے ولی تھی کہ ان کے پاس کوئی صحیح دستور حیات موجود نہیں ہے، جس کی بنا پر وہ ایسا کر رہے ہیں، مگر مسلمانوں کا اس روش پر چلنا حیرت بالائے حیرت ہے اور اس بات کا کھلا اعلان ہے کہ ہم دین سے بے زار اور غیروں کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ ہمارے ذہنوں میں یہ سوال گردش کر رہا ہو کہ اس وطن عزیز میں غیروں کے ساتھ رہتے ہوئے ان کے اثر سے بالکلیہ تو ہم بچ نہیں سکتے، تو اس موقع پر ہمیں اس کا بدل کیا لانا چاہیے جو کہ مذہب اسلام میں درست ہو؟ تو آیئے ہم ایک حدیث شریف کا مطالعہ کرتے ہیں جس میں اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا """"تم خود اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کی تمہارا محاسبہ کیا جائے۔" (سنن الترمذی: 2459) تو اس حدیث کی روشنی میں ہمیں سال مکمل ہونے پر خود کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہماری زندگی کا ایک سال ختم ہو گیا، اس میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا، ہم سے کس کس موقع پر غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور کس جگہ ہم نے اللہ عزوجل کی حکم عدولی کی ہے؟ ہماری وجہ سے کسی بندہ مومن کی دل شکنی تو نہیں ہوئی؟ ہم نے کسی کا مال تو غصب نہیں کیا؟ ہم نے کسی کو غلط راہ تو نہیں دکھائی؟ ہم نے کسی غریب و مجبور کا حق تو نہیں مارا؟ اپنے پورے سال کا جائزہ لینے کے بعد اس بات پر ہمیں غور کرنا ہوگا کہ ہماری کیا کیا کمزوریاں رہی ہیں اور انہیں کیسے دور کیا جا سکتا ہے اور آنے والے سال کے لیے دینی و دنیاوی معاملات میں کس قدر بہترین منصوبہ بندی ہم کر سکتے ہیں۔۔ یہی وہ مثبت سوچ ہے جو انسان کو حقیقی کامیابی کی طرف لے جاتی ہے اور اسے اس فکر پر ابھارتی ہے کہ قوم مسلم کو عروج و ارتقاء کی منزل پر کیسے پہنچایا جا سکتا ہے، ان کی تعلیم میں کیسے بہتری لائی جا سکتی ہے اور سماج کو بے حیائی کے دلدل سے کیسے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ لہذا! اس رات ذکر و اذکار کے ذریعہ اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے ہمیں دعائیں مانگنی چاہیے۔

اخیر میں اتنا اور عرض کرتا چلوں جسے ذہن کے دریچوں میں محفوظ کرنا ہمارے لیے بے حد ضروری ہے اور وہ یہ کہ "سال بدلنے سے قسمت نہیں بدلتی، بلکہ قسمت بدلتی ہے فکر بدلنے سے، نیت میں اخلاص لانے سے اور عمل میں درستگی پیدا کرنے سے"۔ اگر نیا سال ہمیں خرافات سے نکال کر حق شناسی، شعور و آگہی اور احساسِ ذمہ داری کی راہ پر لے آئے تو جان لیجیے یہی اس نئے سال کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس سال ہم سبھی کو زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، عالم اسلام کے مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت، مساجد و مقابر و مدارس کی صیانت فرمائے اور ہم سب کو صحیح عمل کرنے اور اپنے وقت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

از قلم: حشمت اللہ علیمی ماتریدی

مستقبل کا چیلنج اور ہماری تیاری: ۲۰۲۶ء کے تناظر میں

از: ملا غلام محمد المصباحی
مظفر پور، بہار

گردشِ لیل و نہار کا یہ لا متناہی سلسلہ، ازل سے ابد کی جانب محوِ سفر ہے۔ وقت کا تیز گام گھوڑا کسی کے لیے نہیں رکتا، اور اب ہم ۲۰۲۵ء کے نشیب و فراز، رنج و الم اور کچھ ناتمام حسرتوں کو ماضی کے دھندلکوں میں گم ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ افقِ عالم پر ۲۰۲۶ء کا سورج اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور امیدوں کے ساتھ طلوع ہونے کو بے قرار ہے۔ یہ لمحہ محض ہندسوں کے الٹ پھیر کا نہیں، بلکہ ایک ایسی ساعتِ سعید ہے جو امتِ مسلمہ کو خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر حقیقت کی سنگلاخ وادیوں میں قدم رکھنے کی دعوت دے رہی ہے۔

آنے والا سال ہمارے لیے ایک "آئینۂ ایام" ہے، جس میں ہمیں اپنے ماضی کے خدوخال دیکھ کر اپنے مستقبل کی زلف سنوارنی ہے۔ امتِ مسلمہ، جو کبھی ستاروں پر کمندیں ڈالتی تھی، آج گردِ کارواں بنی ہوئی ہے۔ ۲۰۲۶ء کے استقبال کے لیے ہمیں محض روایتی مبارکبادوں کے تبادلے تک محدود نہیں رہنا، بلکہ چند ٹھوس، ہمہ گیر اور انقلابی اقدامات کا خاکہ ترتیب دینا ہے، تاکہ ہم ذلت کی پستیوں سے نکل کر عزت کی معراج کو چھو سکیں۔

ذیل میں چند ایسے عملی پہلوؤں کو اجاگر کیا جا رہا ہے جو ۲۰۲۶ء میں ہماری اجتماعی دانش اور ملی حمیت کا مرکز و محور ہونے چاہئیں:

نمبر ۱۔
محاسبۂ نفس: ماضی کے دریچوں سے مستقبل کی جھلک

سب سے پہلا اور ناگزیر قدم "احتسابِ ذات" ہے۔ جب تک ہم اپنی آستینوں میں چھپے سانپوں اور اپنے گریبان کی دھجیاں خود نہیں دیکھیں گے، اصلاح کا در وا نہیں ہوگا۔ ۲۰۲۶ء کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی غلطیوں کو اغیار کی سازشوں کے پردے میں چھپانے کے بجائے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کریں۔ ہماری پسپائی کا سبب ہماری اپنی بے عملی، جمود اور روایتی سوچ ہے۔ ہمیں یہ عزم کرنا ہوگا کہ ہم "شکوۂ ظلمتِ شب" کرنے کے بجائے اپنے حصے کا دیا جلائیں گے۔ ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کا بے لاگ جائزہ لینا ہوگا کہ آخر ہم اس مقامِ عروج سے کیوں گرے جہاں فرشتوں کو بھی رشک آتا تھا۔

نمبر ۲۔
تسخیرِ علم و ہنر: گمشدہ میراث کی بازیافت

علم مومن کی گمشدہ میراث ہے، اور اس کا حصول ہماری بقا کی اولین شرط ہے۔ افسوس کہ ہم نے قرطاس و قلم سے رشتہ توڑ لیا اور دوسروں نے اسی علم کی بدولت کائنات کو تسخیر کر لیا۔ ۲۰۲۶ء میں مسلمانوں کو روایتی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید علوم، ٹیکنالوجی، مصنوعی ذہانت (AI) اور کائناتی سربستہ رازوں کو افشاں کرنے والے میدانوں میں اپنے گھوڑے دوڑانے ہوں گے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا کمزور کی دلیل نہیں سنتی، بلکہ طاقتور کا اشارہ سمجھتی ہے۔ اور آج کے دور میں طاقت کا سرچشمہ "علم و تحقیق" ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو شاہین بن کر فضائے بسیط میں پرواز کرنی ہوگی، تاکہ وہ اقوامِ عالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکیں۔

نمبر ۳۔
معاشی استحکام: کشکولِ گدائی کی شکست

معاشی غلامی، قوموں کی غیرت کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ کب تک ہم اغیار کے قرضوں اور امداد کے سراب کے پیچھے بھاگتے رہیں گے؟ ۲۰۲۶ء کو "معاشی خود انحصاری" کا سال قرار دینا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ہمیں "صارف" (Consumer) کے دائرے سے نکل کر "پیدا کار" (Producer) کے منصب پر فائز ہونا ہوگا۔

تجارت، صنعت و حرفت اور زراعت میں جدید طریقوں کو اپنا کر ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہوگا۔ حلال رزق کے ذرائع کو اس قدر وسیع اور مضبوط کرنا ہوگا کہ مسلم امہ کا سرمایہ اغیار کے بینکوں کی زینت بننے کے بجائے خود مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کام آئے۔ یاد رکھیے! دستِ سوال دراز کرنے والی قومیں کبھی سربلند نہیں ہو سکتیں۔

نمبر ۴۔
اتحادِ ملت: شیرازۂ بکھرا ہوا اور ہماری ذمہ داری

آج امتِ مسلمہ کی مثال اس تسبیح کی سی ہے جس کا دھاگہ ٹوٹ چکا ہو اور دانے بکھر گئے ہوں۔ فرقہ واریت، مسلکی تعصبات اور علاقائی نفرتوں نے ہمیں اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ ۲۰۲۶ء میں ہمیں "بنیانِ مرصوص" (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) بننے کا عہد کرنا ہوگا۔

اختلافِ رائے کو رحمت سمجھنے کے بجائے ہم نے اسے زحمت اور نفرت کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ہمیں اپنے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کلمۂ توحید کی بنیاد پر یکجان ہونا ہوگا۔ اگر ہم نے اب بھی اتحاد کی رسی کو مضبوطی سے نہ تھاما، تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی اور ہم وقت کی آندھیوں میں خس و خاشاک کی طرح اڑ جائیں گے۔

نمبر ۵۔
کردار کی تطہیر: خاموش دعوتِ دین

اسلام تلوار کے زور سے نہیں، بلکہ اخلاق کی تلوار سے پھیلا ہے۔ آج ہمارا کردار داغدار ہے، اسی لیے ہماری بات میں تاثیر نہیں۔ ۲۰۲۶ء میں ہر مسلمان کو اپنے کردار کو اس قدر اجلا اور شفاف بنانا ہوگا کہ اسے دیکھ کر غیر مسلم پکار اٹھیں کہ اگر ماننے والا ایسا ہے تو ماناجانے والا کیسا ہوگا۔

دیانت، امانت، ایفائے عہد اور سچائی کو اپنا شعار بنانا ہوگا۔ ہمارے معاملات، ہماری تجارت اور ہمارے معاشرتی رویے ہی اصل میں اسلام کا چہرہ ہیں۔ ہمیں گفتار کے غازی بننے کے بجائے کردار کے غازی بننا ہوگا، کیونکہ "عمل" سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی۔

حرفِ آخر: امید کا چراغ

عزیزانِ گرامی! مایوسی کفر ہے اور امید مومن کا ہتھیار۔ ۲۰۲۶ء کا سورج ہمارے لیے نویدِ سحر لے کر آ رہا ہے، بشرطیکہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔ آیئے، اس نئے سال کی دہلیز پر ربِ ذوالجلال کے حضور یہ عہد کریں کہ ہم اپنی ذات میں انقلاب لائیں گے، اپنی قوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے لگائیں گے، اور اس دنیا کو امن، محبت اور اخوت کا گہوارہ بنائیں گے۔

منزلیں ان کی منتظر ہیں جو طوفانوں میں بھی دیے جلانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

شائع کردہ
علما فاؤنڈیشن نیپال

ہائی بلڈ پریشر فطری زندگی سے بغاوت کا نتیجہ

ڈاکٹر محمد ارشد خان۔

موسم سرما میں مزید احتیاط کی ضرورت، سینے میں بھاری پن، سانس پھولنے، گردن میں بھاری پن جیسی کیفیت پیدا ہونے پر ڈاکٹروں سے صلاح ضرور لیں۔۔۔۔

ہائی بلڈ پریشر کے سلسلے میں نوتنواں گنیش پور کے مشہور معالج ڈاکٹر محمد ارشد خان نے کہا کہ فطری زندگی سے بغاوت کے نتیجے میں وجود میں آئی بلڈ پریشر کی بیماری اس وقت سنگین صورت اختیار کر چکی ہے اب اس کا دائرہ معمر بزرگوں سے ہوتا ہوا جوان پھر نوجوانوں تک پہنچ چکا ہے شہری آرام پسندی ترقی یافتہ ممالک کی شناخت رہی اس بیماری کی ضد میں اب گاؤں کا متوسط طبقہ بھی تیزی سے گرفتار ہو رہا ہے ہائی بلڈ پریشر کے سلسلے میں ہارڈ اٹیک برین ہیمرج اور انجماد خون سے ہونے والی اموات کی شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے ڈاکٹر محمد ارشد خان نے کہا افسوس ہے کہ بعض بنیادی احتیاط کے ساتھ اس کے رسک کو 80 فیصد تک کم کئے جانے کے امکان کے باوجود لوگ اس سے غفلت برت کر موت کو گلے لگا رہے ہیں موسم سرم میں درجہ حرارت کی کمی خون کی رگوں میں سکڑن جسمانی ورزش کی قلت مرغن

غذاؤں کی بکثرت استعمال سے خون گاڑھا ہو کر ہائی بلڈ پریشر پھر اس کے نتیجے میں ہارٹ اٹیک یا فالج کا سبب بن جاتا ہے اس لیے اس موسم میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ چند بنیادی امور اختیار کرنے پر اس رسک کو کافی حد تک کم کیا جا سکتا ہے انہوں نے کہا غذاؤں کو متوازن رکھیں سرخ گوشت کا استعمال بلکلیہ ترک کر دیں اور ہری سبزیاں اور سلاد کا زیادہ استعمال کریں صبح کے وقت بلڈ پریشر میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے بلڈ پریشر کے مریض علی الصباح سخت جسمانی ورزش سے احتیاط کریں ورنہ دل کا دورہ پڑ سکتا ہے ہلکی و معمول کی ورزش ہلکی دھوپ نکلنے کے بعد ضرور کریں جب کہرے کی پرت اور دبیز ہوتی ہے فضا میں اکسیجن کی مقدار کم ہو جاتی ہے اس لیئے باہر باہر نکلنے اور لمبی سانس لینے سے پرہیز کریں شراب نوشی کافی نوشی سگریٹ نوشی وحقہ نوشی سے بلکلیہ بچیں نیز باہر کے خانے سے بھی بچا جانا چاہیئے بسا اوقات ہارٹ اٹیک اچانک ہوتا ہے اور پھر مہلت نہیں ملتی اس لیے احتیاطی تدابیر کے طور پر کولیسٹرال اور شوگر کی جانچ متواتر کراتے رہنا چاہیے کوشش کریں کہ موسم سرم میں وزن نہ بڑھنے پائے اس کے لیے لہسن شہد لیموں وغیرہ کا استعمال کر سکتے ہیں طویل نشست سے بچیں اور وقفہ وقفہ چہل قدمی کر لیا کریں کوشش کریں کہ نماز کے لیے پیدل جایا کریں فرائض کے ساتھ سنن و نوافل کا بھی اہتمام کریں حد سے زیادہ قلبی تاثر نہ لیں ٹینشن اور فکر کو دور بھگائیں اور مسائل کو تقدیر پر چھوڑ دیا کریں رات پر سونے سے پہلے مراقبہ ضرور کریں عجوہ کھجور کھانے کا معمول بنا لیں ڈاکٹر محمد ارشد خان نے کہا اگر سینے میں بھاری پن سانس پھولنے گردن میں تشنجی کیفیت کندوں یا جبڑوں میں درد سینے میں درد چکر وغیرہ کی صورت حال پیش آنے پر فوراً طبیب سے مشورہ کریں۔

(سیکسولوجسٹ و سائیکاٹرسٹ)
(گائناکولوجسٹ و آبسٹیٹریشن)

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹشپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔
ایڈیٹر کو حسب ضرورت ترمیم کا حق ہوگا
+918795979383 ۔+9779817619786 +91 7398 208 053

حضرت سیدنا سرکار ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ

(عرسِ نوری کے موقع پر خصوصی مضمون)

از: محمد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ
سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

مارہرہ مطہرہ کی نورانی سرزمین صدیوں سے اولیائے ربانیین، اہلِ دل اور مردانِ خدا کی آماجگاہ رہی ہے۔ اسی روحانی و علمی فضا میں ایک ایسا آفتابِ ولایت طلوع ہوا جس کی کرنیں آج بھی قلوب و اذہان کو منور کر رہی ہیں۔ یہ عظیم المرتبت ہستی سراجُ السالکین، نورُ العارفین، حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ ہیں، جو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے جلیل القدر شیخ، جامعِ شریعت و طریقت، اور خانوادۂ برکات کے درخشاں تاجدار تھے۔

نام و نسب اور ولادتِ باسعادت:

آپ کا اسمِ گرامی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ہے۔ نسباً آپ حضرت سید شاہ ظہور حسن کے فرزند اور خاتمُ الاکابر، قطبِ زمان حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی مارہروی قدس سرہٗ کے پوتے ہیں۔

آپ کی ولادتِ باسعادت 19 شوال 1255ھ مطابق 26 دسمبر 1839ء، بروز جمعرات مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔ ''مظہرِ علی'' آپ کا تاریخی نام رکھا گیا، جو بعد میں آپ کی سیرت و کردار کا مظہر بن کر ظاہر ہوا۔

یتیمی، پرورش اور ولایتی تربیت:

ابھی کم سن ہی تھے کہ والدہ ماجدہ کا سایۂ شفقت اٹھ گیا، اور چند ہی برس بعد والدِ گرامی بھی دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ یوں آپ کی پرورش و تربیت کی تمام تر ذمہ داری دادی ماجدہ اور دادا بزرگوار حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی علیہ الرحمہ کے سپرد ہوئی۔

حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول قدس سرہٗ کی آغوشِ تربیت میں آپ نے کم عمری ہی سے علم، عمل، ریاضت، مجاہدہ، زہد و تقویٰ اور اخلاقِ نبوی ﷺ کی عملی مشق پائی۔

تحصیلِ علم و اساتذہ:

خانقاہِ برکاتیہ کے علمی ماحول میں آپ نے مختلف علومِ ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ آپ کے ممتاز اساتذہ میں: مولانا شاہ محمد سعید بدایونی، مولانا فضل اللہ جالیسری، مولانا نور احمد بدایونی، مولانا ہدایت علی بریلوی جیسے اکابرِ علم و فضل شامل ہیں۔

بیعت، خلافت اور مسندِ ارشاد:

12 ربیع الاول 1267ھ کو، محض بارہ برس کی عمر میں، آپ نے اپنے دادا و مرشدِ کامل حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت حاصل کی اور اجازتِ مطلقہ و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر اصلاحِ ظاہر و باطن کا ایک ہمہ گیر سلسلہ قائم فرمایا، جس سے بے شمار تشنگانِ طریقت سیراب ہوئے۔ آپ کے خلفائے کرام میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے اسمائے گرامی نہایت درخشاں حیثیت رکھتے ہیں۔

سیرت و خصائصِ مبارکہ:

حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ شریعت و طریقت کے کامل امتزاج کے علمبردار تھے۔ آپ اصلاحِ باطن سے قبل اصلاحِ ظاہر پر خصوصی زور دیتے اور بالخصوص عقائد کی درستگی کو اولین شرط قرار دیتے تھے۔

آپ کا مسلک و مشرب وہی تھا جو تاجُ الفحول حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔

آپ نے اپنے دور میں شیعیت، تفضیلیت اور نیچریت جیسے باطل فتنوں کا دلائل اور تحریر کے ساتھ بھرپور رد فرمایا اور عقیدۂ اہلِ سنت و جماعت کی حفاظت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

ریاضت و مجاہدہ، شریعت کی کامل پابندی، محرمات ہی نہیں بلکہ مکروہات سے بھی شدید احتیاط، سخاوت و کرم، مخلوقِ خدا کی حاجت روائی، اہلِ سنت کی خیر خواہی اور اہلِ سلسلہ پر شفقت۔۔۔ یہ سب آپ کے نورانی اخلاق کے روشن پہلو ہیں۔

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بجا کہا

میلا لگا ہے شانِ مسیحا کی دید ہے
مردے جلا رہا ہے خرامِ ابوالحسین
ذرّہ کو مہر، قطرہ کو دریا کرے ابھی
گر جوش زن ہو بخششِ عامِ ابوالحسین

علمی خدمات و تصانیف:

آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''النور والبھاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء'' آپ کی حدیث فہمی، اسنادی بصیرت اور اولیائے کرام سے گہرے روحانی تعلق کی شاہد ہے۔ اس کے علاوہ دیگر رسائل و تالیفات بھی آپ کی علمی گہرائی اور فقہی بصیرت کو اجاگر کرتی ہیں۔

وصال اور فیوضِ جاریہ:

11 رجب المرجب 1324ھ کو یہ آفتابِ طریقت غروب ہوا۔ آپ کے وصال کا مادۂ تاریخ ''خاتمُ اکابرِ ہند'' نکالا گیا، جو آپ کے بلند روحانی مقام کی بلیغ ترجمانی کرتا ہے۔

مارہرہ مطہرہ میں آپ کا مزار پر انوار آج بھی منبعِ فیوض و برکات ہے، جہاں سے اہلِ دل کو روحانی سکون اور نسبتِ ولایت کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سراجُ السالکین، نورُ العارفین حضرت سیدنا سرکار ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے، ہمیں ان کی سیرت، استقامت، اخلاص، اتباعِ شریعت اور عشقِ رسول ﷺ کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور مسلکِ حقِ اہلِ سنت و جماعت المعروف فی زماننا مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ثابت قدم رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

شائع کردہ
علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دارالحکومت کاٹھمانڈو نیپال برانچ نول پراسی لمبنی پردیش نیپال

انعامی مسابقہ شاخہائے دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف بحسن و خوبی اختتام پذیر

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز بیورو

سہلاؤ شریف/باڑمیر (پریس ریلیز)
مغربی راجستھان کی عظیم و ممتاز اور علاقۂ تھار کی دینی، عصری، تعلیمی و تربیتی مرکزی درسگاہ دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف کی تعلیمی شاخوں (مکاتب) کے طلبہ کے درمیان محبانِ جہانیاں کمیٹی کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والا عظیم الشان، بامقصد اور ہمہ جہت انعامی مسابقہ گزشتہ کل 7 رجب المرجب 1447ھ بمطابق 28 دسمبر 2025ء، بروز اتوار نہایت خوش اسلوبی، نظم و ضبط اور حسنِ انتظام کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ یہ مسابقہ دارالعلوم کے مہتمم و شیخ الحدیث، خانقاہِ عالیہ بخاریہ سہلاؤ شریف کے صاحبِ سجادہ نورالعلماء پیرِ طریقت حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی کی سرپرستی اور اساتذۂ دارالعلوم کی نگرانی میں منعقد کیا گیا۔ یہ انعامی مسابقہ دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ پہلی نشست صبح 9 بجے سے دوپہر تقریباً 12 بجے تک جاری رہی، جس میں تین الگ الگ سیشنوں کے تحت تلاوتِ قرآنِ مجید، دینیات اور املاء نویسی و صفحہ آرائی کے مقابلے منعقد کیے گئے۔ تلاوتِ قرآنِ مجید کے مقابلے کی نگرانی حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب قادری (خطیب و امام، جامع مسجد ایٹادہ) اور حضرت مولانا الحاج علم الدین صاحب قادری اشفاقی (صدرالمدرسین، دارالعلوم اہلسنت فیضانِ ولایت شاہ، کونرا) نے فرمائی، جبکہ دینیات کے مقابلے کے فیصل حضرت مولانا دلاور حسین صاحب قادری (صدرالمدرسین، دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ) اور حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب قادری انواری جامعی (مدرس، دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ) مقرر تھے۔ اسی طرح املاء نویسی و صفحہ آرائی کے مقابلے کی نگرانی حضرت مولانا عبدالسّبحان صاحب انواری مصباحی (مدرس، دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ) اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب انواری نے انجام دی۔ اذانِ ظہر سے قبل تینوں مقابلوں کے نتائج نہایت شفاف انداز میں مرتب کر لیے گئے۔

بعد ازاں نمازِ ظہر کے بعد تا قبل اذانِ عصر دوسری نشست منعقد ہوئی، جس میں علمائے کرام کے تاثرات، اصلاحی بیانات اور تقسیمِ انعامات کا پُروقار پروگرام حضرت مولانا محمد حسین صاحب قادری انواری (نگراں: شاخہائے دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ) کی نظامت میں انجام پایا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جس کے بعد دارالعلوم اور اس کی شاخوں کے چند ہونہار و خوش گلو طلبہ نے نعت و منقبت پیش کی۔ اس موقع پر واصفِ شاہِ ہدیٰ حضرت مولانا قاری محمد جاوید صاحب سکندری انواری اور مداحِ رسول ﷺ حضرت مولانا حافظ برکت علی صاحب برکاتی انواری احسنی نے نہایت خوش الحانی سے نعت و منقبت کے اشعار پیش کر کے محفل کو روحانی کیفیت سے سرشار کر دیا۔

دارالعلوم کے سینئر مدرس حضرت مولانا خیر محمد صاحب قادری انواری نے مختصر مگر نہایت فکر انگیز اصلاحی بیان فرمایا، جس کے بعد حضرت مولانا الحاج علم الدین صاحب قادری اشفاقی اور حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب قادری اشفاقی نے اس انعامی مسابقہ، دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ اور اس کی تعلیمی شاخوں کی دینی و تعلیمی خدمات کے حوالے سے اپنے گراں قدر تاثرات پیش کیے۔ اس کے بعد دارالعلوم کے ناظمِ تعلیمات، ادیبِ شہیر حضرت مولانا محمد شمیم احمد صاحب نوری مصباحی نے مسابقہ کی ضرورت و اہمیت پر جامع، مدلل اور ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے شاخہائے دارالعلوم کے اساتذہ، طلبہ، ذمہ داران اور بالخصوص محبانِ جہانیاں کمیٹی کو اس کامیاب اور مثالی مسابقہ کے انعقاد پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ اور ان کے اساتذہ کی بھرپور ستائش کی، نیز ان طلبہ کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی جو پوری تیاری کے باوجود پوزیشن حاصل نہ کر سکے، اور انہیں مزید محنت و استقامت کی تلقین کی۔

آخر میں دارالعلوم کے مہتمم و شیخ الحدیث نورالعلماء پیرِ طریقت حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی نے ناسازیِ طبع کے باوجود نہایت اختصار، سنجیدگی اور اثر انگیزی کے ساتھ محبانِ جہانیاں کمیٹی کے ذمہ داران، منتظمین، اساتذہ اور تمام شرکاء کو مسابقہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کی، اپنی قیمتی دعاؤں سے نوازا اور نہایت جامع و مانع نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔

مسابقہ میں تلاوتِ قرآنِ مجید کے مقابلے میں پہلی پوزیشن محمد منیر بن نور محمد، متعلم مدرسہ فیضانِ غریب نواز، شہداد کا پار، تحصیل گڈرا روڈ، ضلع باڑمیر نے حاصل کی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور پانچ ہزار روپے نقد انعام دیا گیا۔ دوسری پوزیشن برکت علی بن محمد عباس، متعلم مدرسہ فیضان سید کبیر احمد شاہ بخاری، رباسر، تحصیل دھناؤ، ضلع باڑمیر کے حصے میں آئی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور پچیس سو روپے نقد انعام دیا گیا، جبکہ تیسری پوزیشن محمد مشتاق بن دوست محمد، متعلم مدرسہ گلشنِ غوثیہ، ہینڈیا، تحصیل رامسر، ضلع باڑمیر نے حاصل کی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور گیارہ سو روپے نقد سے نوازا گیا۔

دینیات کے مقابلے میں پہلی پوزیشن جمیل خان بن امید علی، متعلم مدرسہ فیضِ غوثیہ، تالسر، تحصیل دھناؤ، ضلع باڑمیر نے حاصل کی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور پانچ ہزار روپے نقد انعام دیا گیا۔ دوسری پوزیشن محمد سلمان بن محمد اسماعیل، متعلم جامعہ مجددیہ فضلِ معصومیہ، درسوں کا پاڑہ، جانپالیہ، تحصیل سیڑوا، ضلع باڑمیر نے حاصل کی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور پچیس سو روپے نقد انعام دیا گیا، جبکہ تیسری پوزیشن محمد صدیق بن امیر علی، متعلم مدرسہ فیضانِ محمودی، عمر محلہ، ہرپالیہ، تحصیل سیڑوا، ضلع باڑمیر کے حصے میں آئی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور گیارہ سو روپے نقد دیے گئے۔ اسی طرح املاء نویسی و صفحہ آرائی کے مقابلے میں پہلی پوزیشن محمد شوکت بن محمد یامین، متعلم مدرسہ فیضِ قادریہ، ہرپالیہ، تحصیل سیڑوا، ضلع باڑمیر نے حاصل کی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور پانچ ہزار روپے نقد انعام دیا گیا۔ دوسری پوزیشن محمد فاروق بن محمد عباس، متعلم مدرسہ فیضِ غوثیہ، ہینڈیا، تحصیل رامسر، ضلع باڑمیر نے حاصل کی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور پچیس سو روپے نقد انعام دیا گیا، جبکہ تیسری پوزیشن محمد عیدل بن سخی محمد، متعلم مدرسہ فیضانِ محمودی، عمر محلہ، ہرپالیہ، تحصیل رامسر، ضلع باڑمیر نے حاصل کی، جنہیں شیلڈ، توصیفی سند اور گیارہ سو روپے نقد سے نوازا گیا۔

اس انعامی مسابقہ میں مجموعی طور پر 38 تعلیمی شاخوں کے 98 طلبہ نے اندراج کرایا، جن میں سے 87 ہونہار طلبہ نے عملی طور پر شرکت کی۔ ہر عنوان میں اول تا سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کے ساتھ ساتھ تمام شرکاء کو بطورِ تشجیع شیلڈ اور کتاب ''انوارِ شریعت'' پیش کی گئی۔ نیز شاخہائے دارالعلوم کے مدرسینِ کرام، ان کے ہمراہ تشریف لانے والے ذمہ داران اور دارالعلوم کے جملہ اساتذۂ کرام کا یہاں کی مروجہ ثقافت کے مطابق سندھی اجرک اوڑھا کر پُرتپاک استقبال کیا گیا۔

مسابقہ کا اجمالی نتیجہ ناظمِ مسابقہ حضرت مولانا محمد شمیم احمد صاحب نوری مصباحی نے مجمع کے سامنے پیش کیا اور اعلان فرمایا کہ تفصیلی نتائج شاخہائے دارالعلوم کے واٹس ایپ گروپ پر نشر کر دیے جائیں گے۔ صلوٰۃ و سلام اور نورالعلماء پیرِ طریقت حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی کی دعا پر یہ عظیم الشان دینی و تعلیمی پروگرام نہایت حسن و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

مذکورہ اطلاع محبان جہانیاں کمیٹی کے میڈیا انچارج حضرت مولانا محمد نثار علی قادری انواری نے پریس ریلیز کے ذریعہ دیا۔

Nepal Urdu Times
www.nepalurdutimes.com

''آنکھوں میں اک نمی سی ہے ماضی کی یادگار''

۲۵ دسمبر ۲۰۲۲ء کی وہ نور سے لبریز، حسین و دلنشیں رات——

جب شب کی سیاہ زلف کمر سے ڈھلک چکی تھی، مگر جدید قمقموں اور شاندار برقی روشنیوں نے پورے خطے کو بقعۂ نور بنا رکھا تھا——

باغِ فردوس، چمن زارِ حضور حافظِ ملت، الجامعۃ الاشرفیہ کے وسیع و عریض صحن میں عرسِ حافظِ ملت کی دھوم دھام عروج پر تھی۔

علمائے کرام، مشائخِ عظام، طالبانِ علومِ نبوت و رسالت اور عوامِ اہلِ سنت کے نورانی چہرے زمین پر چاند، سورج اور کہکشاؤں کی انجمن کا دل فریب منظر پیش کر رہے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہر سمت خوشیوں کے شادیانے بج رہے ہوں، علم و فضل کی مہک نایاب عطر بن کر فضاؤں کو معطر اور ہواؤں کو معنبر کیے ہوئے ہو۔

عزیز المساجد اور روضۂ حافظِ ملت کے فلک بام گنبد و مینار دودھیا روشنی میں نہائے ہوئے تھے، جو قرطبہ و اندلس، سمرقند و بخارا اور بغداد کے علمی جاہ و جلال، روحانی فضل و کمال اور اسلامی حسن و جمال کی جیتی جاگتی عکاسی کر رہے تھے۔

اشرفیہ کے علمی طمطراق سے مزین، باوقار اسٹیج پر اہلِ علم کی کہکشاں جگمگا رہی تھی——

کوئی غزالیِ زماں، کوئی رازیِ وقت؛
کوئی بیہقیِ دوراں، کوئی محدثِ یگانہ؛
کوئی نمونۂ اسلاف، کوئی غوثِ پاک کے فیوض بانٹنے والا دیوانہ؛
کوئی جانشینِ حافظِ ملت، تو کوئی وارثِ تفقہِ امامِ اعظم؛ کوئی خیر الاذکیا، تو کوئی عاشقِ تاج الشریعہ۔ الغرض، منبرِ شریف پر علوم و فنون کے شمس و قمر، لعل و گہر کی جلوہ گری نے زمین کو رشکِ آسمان بنا رکھا تھا۔ یکے بعد دیگرے تاجدارانِ درسگاہ و جلسہ گاہ، اپنی فصاحت و بلاغت کے لؤلؤ و مرجان سے سامعین کے تاجِ سماعت کو منور کر رہے تھے۔

کہ اچانک ایک مژدۂ دلنواز نے کانوں میں رس گھولا:

''فارغ ہونے والے طلبۂ کرام، سج دھج کر منبرِ نور کی زینت بڑھائیں!''

یہ اعلان تھا یا بجلی——

پورے ہاسٹل میں خوشگوار ہلچل مچ گئی۔ نوشاہانِ علم و فضل، اپنے اپنے والدِ ماجد، بھائیوں اور دوست احباب کے جھرمٹ میں، منبرِ شریف کی جانب خرامِ ناز سے بڑھنے لگے۔ عزیز و اقارب اپنے ہاتھوں میں تحائف اور پھولوں کے ہار لیے، چشم براہ اور منتظر کھڑے تھے۔

میرے اقبال کی بلندی اور بخت کی ارجمندی کا کیا کہنا کہ اس نوشاہانِ علم و فضل کی انجمن میں میرا ہمشیرہ زاد، قرۃ العینی، نازشِ علم و حلم و قلم، محترم، مکرم، محتشم، معظم حافظ و قاری حضرت مولانا محمد افضل حسین ڈیماہ یمثلِ قمر چمک دمک رہا تھا۔ بھیڑ اتنی کہ جو ایک بار اپنے احباب سے بچھڑ جائے تو تلاش کرنا دشوار اور دوبارہ ملنا حد درجہ مشکل۔ ایسے ہجومِ بے کراں میں خلیفۂ حضور مفسرِ قرآن، عاشقِ تاج الشریعہ و حضور محدثِ کبیر، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، ہمدردِ قوم و ملت حضرت علامہ غلام محی الدین قادری سیوانی دامت برکاتہم القدسیہ، خلیفۂ حضور مفسرِ قرآن، عالمِ حق بیاں حضرت علامہ ثناءاللہ نوری صاحب قبلہ، پیکرِ اخلاص و محبت حضرت علامہ قاری ظفیر صاحب قبلہ مصباحی، نقیبِ اجلاس، پیکرِ خلوص حضرت علامہ فیروز روشن القادری ڈیماہی (برادرِ کبیرِ علامہ افضل حسین مصباحی)، اور یہ فقیر قربان قمر ہاشمی منپوروی دیگر احبابِ عزیز کے ہمراہ ہاسٹل سے ایک ساتھ نکلے——مگر لوگوں کے بے پناہ ازدحام نے ہاسٹل سے باہر آتے ہی ہم سب کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔ خیر! منبرِ شریف پر فارغینِ جامعہ اشرفیہ کے سروں پر علما و مشائخ نے اپنے اپنے مقدس ہاتھوں سے تاجِ مصباحی کی تاج پوشی فرمائی، قوم و ملت کی رہنمائی کے بارِ گراں کے ساتھ «العلماء ورثۃ الأنبیاء» کا تاجِ زرّیں پہنایا اور کلاہِ افتخار میں صد چاند کا اضافہ فرما دیا۔ جب منبرِ نور سے فارغینِ باوقار، باوقار انداز میں مزارِ حضور حافظِ ملت کی جانب روانہ ہوئے تو اللہ اکبر! کیسا روحانی اور جذباتی منظر تھا——

چہرے پر معصومیت مسکرا رہی تھی، نورانیت مچل رہی تھی، آنکھیں مسرت و شادمانی اور کیف و نشاط کے اشک برسا رہی تھیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو؟ برسوں کی محنت و لگن، امید و انتظار، صبر و تحمل، اساتذہ کی عرق ریزی و جانفشانی، والدینِ کریمین کی بے لوث قربانیاں اور دعائے سحرگاہی، بھائیوں کی التجائیں، ماماؤں کے دل کے مقاصد و ارمان، عزیز و اقارب کی امیدیں اور دعائیں——

سب ایک ساتھ ثمر بار ہوئیں،

اور اللہ پاک ﷻ نے اپنے حبیبِ لولاک ﷺ کے طفیل یہ سعادت مند گھڑی نصیب فرمائی۔ بادشاہوں کی آمد پر ''ہٹو! بچو! باادب! باملاحظہ! ہوشیار!'' تو بہت سنا تھا——مگر یہ علمائے کرام تو بادشاہوں کے بھی حاکم ہیں، تو پھر ان کا استقبال بھی ان سے کہیں زیادہ عالی و اعلیٰ ہونا ہی چاہیے۔ چنانچہ عزیز و اقارب والہانہ انداز، مستانہ رنگ اور عاشقانہ امنگ کے ساتھ فلک شگاف نعروں کی گونج، پھولوں کے ہاروں کی سوغات اور گلاب کی پتیوں کی برسات میں استقبال کر رہے تھے۔ کوئی ہاتھ چوم رہا تھا، کوئی گلے لگانے کو بے قرار، کوئی کاندھے پر اٹھانا اپنے لیے باعثِ فخر و ثواب سمجھ رہا تھا، اور یوں ہر ایک اس شمعِ علم اور وارثِ انبیا پر نثار ہو رہا تھا۔ کوئی مبارکبادی کے گلدستے پیش کر رہا تھا، کوئی تہنیت کے گجرے نچھاور کر رہا تھا، اور کسی کے لبوں پر تحسین و تبریک کے ترانے جاری تھے۔

اسی ہجوم میں، عزیز ہاسٹل اور مزارِ حضور حافظِ ملت کے درمیان میرا پیارا بھانجا——نوشۂ مملکتِ علم و حکمت حضرت مولانا محمد افضل حسین——نظر آ گیا۔ بدنِ نازنین پر خلعتِ فاخرہ، گلے میں پھولوں کے ہار، سر پر «تاج و رفعنا» کے نور سے فیض یافتہ تاجِ مصباحی، آنکھوں میں بریلی کا سرمہ، اور «فقیہٌ واحدٌ أشدُّ علی الشیطان من ألفِ عابد» کے غازے سے جگمگاتا چہرہ——ایسا دولہا کہ جس پر ہزاروں نہیں، لاکھوں دولہے قربان ہو جائیں! پھر ماموں کیوں نہ بلہاری جائے؟

دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا——فرطِ مسرت و محبت سے دل مچل گیا، آنکھیں جھوم کر برسنے لگیں، چہرہ دمک اٹھا۔ وارفتگیِ شوق میں گلے لگا لیا، ماتھا چوما، اور نوشۂ علم و فضل کو اپنے کاندھے پر اٹھا لیا اور عزیزی ہاسٹل کے کمرہ نمبر (۱۵) کی جانب چل دیا۔

میرے پیچھے پیچھے مولانا فیروز روشن القادری، میرے بڑے بھانجے، تیز تیز چل رہے تھے——بلکہ دوڑ رہے تھے، اور میں بھیڑ کو چیرتا ہوا عجب کیف و سرور، امنگ و شوق کے جلترنگ بیں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کیا کیفیت تھی! کیسا عالم تھا! کیسی دیوانگی اور کیسی دل لگی تھی——کیا کچھ نہ پوچھیے!

اگر پوچھنا ہی ہے تو بس اک پل میں اک صدی کا مزہ مجھ سے پوچھیے۔

جب کمرہ نمبر (۱۵) میں پہنچا
تو گویا ایک محفلِ طرب
اپنی تمام تر رعنائیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ ہمارا منتظر تھی۔

دوہزار چھبیس: ہندوستانی مسلمانوں کے لیے فکری بیداری اور عملی جدوجہد کا زمانہ

تحریر
غلام مصطفی مرکزی گلاب پوری

ہندوستانی معاشرے کے ایک اہم ستارے کی حیثیت سے مسلمان ایک نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ دوہزار چھبیس کا سال محض وقت کا ایک اور پڑاؤ نہیں، بلکہ ایک ایسا موڑ ہے جہاں پرانی روشوں پر نظر ثانی اور نئے راستوں کے تعین کی ضرورت ہے۔ گزشتہ عرصے کے سماجی وسیاسی اتار چڑھاؤ نے واضح کر دیا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے جب اجتماعی سوچ، دوراندیشی اور عملی حکمت عملی کے بغیر آگے بڑھنا مشکل ہوگا۔

ساختی چیلنجوں کا ادراک

مسلم برادری کے سامنے موجود چیلنجوں کو وقتی یا سطحی سمجھنا غلطی ہوگی۔ یہ چیلنج گہرے ساختی ہیں۔ سیاست میں حاشیہ بندی، تعلیمی پیچھے رہ جانا، معاشی عدم توازن، اور وہ ماحول جہاں یکجہتی کی جگہ تقسیم کو ہوا دی جارہی ہے —— یہ سب ایک گہرے نظاماتی مسئلے کی علامت ہیں۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان مسائل کے مقابلے میں اجتماعی تیاری اور مربوط ردعمل کا فقدان صاف نظر آتا ہے۔ جذباتی لہروں پر سفر کرنا آسان ہے، لیکن پائیدار تبدیلی کے لیے منظم کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔

سیاسی میدان:

طاقت اور حکمت عملی کا سوال یہ درست ہے کہ انتخابی عمل میں مسلم ووٹ کا تذکرہ ہوتا ہے، لیکن فیصلہ سازی کے مراکز میں ان کی شمولیت مسلسل کم ہوتی جارہی ہے۔ اس کی وجہ محض بیرونی عوامل نہیں ہیں۔ اندرونی اختلافات، مربوط قیادت کا فقدان، اور طویل المدت سیاسی سوچ کی کمی نے بھی اس صورتحال میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سیاسی طاقت محض عددی برتری سے نہیں، بلکہ مربوط منصوبہ بندی اور حکمت عملی سے حاصل ہوتی ہے۔

شناخت اور وقار کا نیا بحران

آج کے دور میں چیلنج محض حقوق تک محدود نہیں رہا۔ یہ مسئلہ اب پہچان اور عزت نفس سے جڑ گیا ہے۔ تاریخی بیانیوں کو یکطرفہ طریقے سے پیش کرنا، مذہبی علامتوں کو متنازعہ بنانا، اور قومی شناخت کو تنگ دائرے میں مقید کرنے کی کوششیں —— یہ سب ایک ایسے فکری منصوبے کا حصہ ہیں جس کا مقابلہ صرف جذباتی ردعمل سے ممکن نہیں۔ اس کے لیے مضبوط فکری اساس، قانونی آگاہی، اور ثقافتی اعتماد درکار ہے۔

تبدیلی کا راستہ: ادارے اور عملی اقدام

حقیقی تبدیلی کا راستہ نعروں سے نہیں، بلکہ اداروں سے گزرتا ہے۔ تعلیمی مراکز، قانونی مداخلت کے ذرائع، تحقیقی ادارے، اور میڈیا پلیٹ فارمز —— یہی وہ مضبوط بنیادیں ہیں جن پر مستقبل کی عمارت کھڑی ہوسکتی ہے۔ تعلیم کو ترجیح دینا ہوگا —— نہ صرف روایتی علوم بلکہ جدید شعبوں جیسے سائنس، ٹیکنالوجی، قانون، اور پالیسی سازی میں بھی فعال شرکت ضروری ہے۔ معاشی خودانحصاری کے بغیر سیاسی آواز کمزور رہتی ہے۔

اجتماعی پختگی اور ذمہ داری

اس وقت سب سے اہم ضرورت اجتماعی پختگی کی ہے۔ شخصیات پرستی سے بالاتر ہو کر اصولوں اور پالیسیوں پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔ وقتی فائدوں کے بجائے دوررس نتائج کو دیکھنا ہوگا۔ اختلافات فطری ہیں، لیکن بڑے قومی سوالات پر یکجا ہو کر سوچنا وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔

موقع اور انتباہ

دوہزار چھبیس کا سال ایک انتباہ بھی ہے اور ایک موقع بھی۔ اگر اس دور کو سمجھداری، یکجہتی، اور عملی منصوبہ بندی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو حالات کو مثبت سمت میں موڑنا ممکن ہے۔ لیکن اگر انتشار، غیر منظم ردعمل، اور فکری جمود برقرار رہا تو وقت کا دھارا کسی کے لیے نہیں رکتا۔

تاریخ کے کچھ لمحے صرف گزر جاتے ہیں، جبکہ کچھ لمحے مستقبل کا رخ متعین کر دیتے ہیں۔ دوہزار چھبیس ایسا ہی ایک تعین کن وقت ہے —— ایک ایسا موڑ جہاں خوابوں اور حقیقتوں کے درمیان کا فاصلہ طے ہونا ہے۔ یہ وقت حوصلے، ہمت، اور دوراندیشی کا مطالبہ کرتا ہے۔

شمسی سال نو کا آغاز اور مسلمان

محمد تحسین رضا نوری
شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

ہم سب موجودہ دور میں سال نو کا آغاز بڑے ہی دھوم دھام سے کیا جاتا ہے، 31 دسمبر کے آتے ہی ہر طرف افراتفری کا ماحول، نیو ایئر کی پارٹیاں، ناچ گانے، شراب نوشی، زناکاری، آتش بازی، مرد و زن کا اختلاط عام ہو جاتا ہے، گلی محلے میں سجاوٹ ہوتی ہے، ٹھیک 12 بجے کیک کاٹ کر ایک دوسرے کو نئے سال کی مبارکباد دی جاتی ہے، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان سب کھل کر ڈانس کرتے ہیں، بعض لوگ یہ شب نائٹ کلبوں میں گزارتے ہیں، آوارہ قسم کے لوگ نشے میں چور جوان لڑکیوں کو اپنی ہوس کا شکار بنا کر اُن کی عزت کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں، بعض لوگ سڑکوں اور چوراہوں پر ڈی جے بجا کر ناچتے ہیں، غرض کہ دنیا بھر کے تمام گناہ اس نیو ایئر کی پارٹی میں کیے جاتے ہیں، اور اس میں صرف غیر ہی نہیں بلکہ خود کو مسلمان کہلانے والے بھی کثرت سے شامل ہوتے ہیں، ان میں سے 90 فیصد طبقہ امیر گھرانوں سے تعلق رکھتا ہے، امیری کا بھوت اس قدر اُن کے سروں پر سوار ہوتا ہے کہ انہیں ہوش تک نہیں رہتا کہ اُن کے گھر کے بیٹے اور بیٹیاں پارکوں، ہوٹلوں، کلبوں اور پارٹیوں میں غیروں کے ساتھ عیاشی کر رہے ہیں، ماں باپ بھی بڑے فخر سے کسی کے پوچھنے پر جواب دیتے ہیں کہ بچے اپنے دوستوں کے ساتھ نیو ایئر کی پارٹی منانے گئے ہیں۔ (استغفر اللہ، نعوذ باللہ من ذٰلک) ہم کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نیو ایئر کی پارٹیاں عیسائی تہذیب و ثقافت کا حصہ ہیں اور انہیں کی ایجاد کردہ ایک ایسی رسم ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، جس میں اسراف و فضول خرچی، عیاشی و بدمعاشی، زناکاری، بدکاری، شراب نوشی، آتش بازی، کفار و مشرکین کی پیروی، جیسے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ یہ پارٹیاں اگرچہ عیسائیوں کی ایجاد کردہ ہیں، لیکن موجودہ دور میں ہر قوم پوری طرح سے اس قبیح فعل میں مبتلا ہے، جس میں کثرت سے ہمارے مسلمان بھی ملوث ہیں، جن میں عیسائی تہذیب و ثقافت اس قدر رچ بس گئی ہے کہ اُن کو دیکھنے سے لگتا ہی نہیں ہے کہ یہ مسلمان ہیں، افسوس ہم بھول گئے کہ ہمارے پاس ہماری روایات، اسلامی تہذیب اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت موجود ہے جو قدم قدم پر ہماری رہنمائی کرتی ہے، نیکیوں کی ترغیب دے کر بدکاریوں اور گناہوں سے بچاتی ہے۔

آخر نئے سال کے آغاز پر اس قدر خوشی کا اظہار کیوں؟ ہمیں تو غم منانا چاہیے کہ ہماری زندگی کا ایک سال کم ہوگیا جس کو ہم نے فضول ہی ضائع کر دیا، یہ سوچ کر ہماری فکر اور بڑھ جانی چاہیے کہ ہم اپنی موت کے قریب آگئے ہیں، تو کیوں نہ اپنی باقی زندگی کو اللہ پاک کے احکامات اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق گزارنے کا پختہ عہد کر لینا چاہیے، لیکن ہمارے حالات اس کے برعکس ہیں، اسی سال نہ جانے کتنے لوگوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے قبر کے حوالے کیا پھر بھی سال رواں کے اختتام پر اس قدر بے ہوشی کہ ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، ہمیں اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کی فکر کرنی چاہیے کیوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں ایک ایک لمحے کا حساب و کتاب دینا ہے۔ یاد رکھیں! یہ گیا ہوا وقت کبھی واپس نہیں آتا، اسی لیے اس وقت کو غنیمت جانیں، ختم ہونے والے سال پر خوش نہیں بلکہ غمزدہ ہونا چاہیے۔

مسلمانوں کا نیا سال:

یقیناً یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں کہ عیسوی سال کی ابتدا و انتہا سے مسلمانوں کا کوئی تعلق نہیں، مسلمانوں کا نیا سال محرم سے شروع اور ذی الحجہ پر ختم ہوتا ہے، جنوری سے نئے سال کا آغاز اور دسمبر پر سال کا اختتام یہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ عیسائیوں کا ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ عیسوی سال کے آغاز پر سب سے زیادہ خوشی مسلمان ہی مناتے ہیں، اور طرح طرح کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں، مسلمانوں کی بچیاں غیروں کے ساتھ بازاروں، میلوں اور ٹھیلوں پر اپنی عزت و عصمت درندوں کے حوالے کرتی نظر آتی ہیں، اسلامی تعلیمات و احکامات پیروں تلے روند ڈالتی ہیں اور والدین اور اہل خانہ کو منھ دکھانے لائق نہیں چھوڑتیں، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ کبھی اپنے حالات پر غور کریں اور سوچیں آخر ہم کب ہوش میں آئیں گے؟ کیا ہمیں مر کر اپنے اعمال کا حساب نہیں دینا؟ کیا ہمیں رب کے حضور حاضر نہیں ہونا؟ کیا ہم ایسے کام کر کے رب کے حضور حاضر ہونے کی ہمت رکھتے ہیں؟ ہرگز نہیں، پہلے ہمیں خود کو بدلنا ہوگا، اس طرح کے تہوار، فنکشن اور بے ہودہ پارٹیوں سے قطع تعلق کر کے اپنے دین و مذہب کو اپنا ہدف بنانا ہوگا، اپنا سارا وقت عبادت و ریاضت میں گزار کر اپنے روٹھے ہوئے رب کو منانا ہے، اس کے حضور آنسو بہا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنی ہوگی۔ ربِّ کریم ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وقت گزر جانے پر اظہار افسوس کریں:۔

سال نو کی آمد پر اظہار خوشی کے بجائے سال رواں کے اختتام پر غمگین ہونا چاہیے کیوں کہ آپ کی قیمتی زندگی سے ایک سال کم ہوگیا، اور یہ طریقہ صحابہ کرام اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا بھی ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”میں کسی چیز پر اتنا نادم و شرمندہ نہیں ہوا جیسا کہ ایسے دن کے گزرنے پر ہوا جس کا سورج غروب ہو گیا جس میں میری زندگی کا ایک دن کم ہو گیا اور اس میں میرے عمل میں اضافہ نہ ہو سکا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”اے ابن آدم! تو ایام ہی کا مجموعہ ہے جب ایک دن گزر گیا تو یوں سمجھ کہ تیری زندگی کا ایک حصہ بھی گزر گیا“۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، اور نئے سال پر گناہ کرنے کے بجائے رب کی عبادت و ریاضت کریں اور اس سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی طلب کریں۔

انگریزی نئے سال کی مبارکباد دینا

نئے سال پر جملہ خرافات سے بچتے ہوئے صرف مبارکباد دینے میں کی کوئی حرج نہیں، جیسا کہ جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ، حضرۃ العلام، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: ”نئے سال کی مبارکباد دعا کے طور پر دینے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ یہودیوں اور نصرانیوں سے نہ کوئی مشابہت ہو اور نہ مشابہت کا ارادہ“۔ اور محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں: ”نئے سال کی مبارکباد دینے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ سال آپ کے لیے مبارک رہے، خیر سے گزرے، یہ جائز ہے کہ دعائے خیر کرے“۔ (ملفوظات سراج الفقہاء)

نئے سال پر مسلمان کیا کریں:۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔ ترجمہ: ”انسان کی اسلامی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور بے کار کاموں کو چھوڑ دے“۔ اور یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ نیو ایئر کی پارٹیاں بھی بے فائدہ اور بے موضوع ہوتی ہیں، جس کا ضیاع وقت اور کثرت گناہ کے علاوہ دوسرا کوئی اور کام نہیں ہے، آخرت کا تو کوئی فائدہ ہے ہی نہیں، اس پارٹی میں بے شمار نقصانات ہیں، لیکن سب سے زیادہ ہونے والے نقصانات جیسے: پیسے کی بربادی، وقت کی بربادی، عزت و آبرو کا نقصان، اسلامی احکامات کی پامالی جیسے نقصانات شامل ہیں۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ نئے سال کی آمد پر کوئی انتظام کیا جائے تو سب سے اہم کام یہ ہے کہ گزشتہ سال کا اختتام اور نئے سال کی ابتدا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے ہو، تاکہ گزشتہ گناہوں کے ازالے کے توفیق نصیب ہو سکے اور نئے سال کی برکتیں میسر آئیں، اور یہودی ثقافت سے محفوظ رہیں، کیوں کہ قرآن و احادیث میں بہت تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی تہذیب و تمدن اپنانا چاہیے، اور غیر اسلامی کلچر سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔

نقطہ: یاد رہے کہ شمسی تقویم (عیسویں سال) میں سال اور مہینوں کا حساب سورج کی چال سے لگایا جاتا ہے، اس تقویم کے مطابق ہر رات بارہ بجے تاریخ بدلتی رہتی ہے، اور قمری تقویم (ہجری سال) ہے، اس تقویم میں سال اور مہینوں کا حساب چاند کی چال سے لگایا جاتا ہے، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ریکارڈ کو مضبوط بنانے کے لیے اس ہجری سال کا آغاز فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مشاورت سے یہ طے پایا کہ مدینہ منورہ کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہجرت والے سال سے آغاز کرتے ہوئے سالوں کا شمار کیا جائے، لہٰذا خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاری کردہ کیلنڈر کے مطابق یہ قمری مہینہ چل رہا ہے، اسی لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ عیسویں سال کے آغاز پر گناہوں میں ملوث نہ ہو کر اسلامی سال پر توجہ دیں، اور جملہ خرافات سے توبہ کر کے خود کو بھی روکیں اور اپنے گھر والوں پر بھی سختی کریں، اُنہیں اس طرح کی تقریبات میں ہرگز شریک ہونے کی اجازت نہ دیں، ورنہ بروز قیامت آپ بھی برابر کے سزا کے مستحق ہوں گے

اسمارٹ فون: اخلاق و محبت کا قاتل

ازقلم: سہیل ساحل
مدیر: ماہنامہ اہلِ قلم

یہ مشینی اور ڈیجیٹل دور بلاشبہ انسان کو سہولتیں دے رہا ہے مگر قیمت بہت بڑی وصول کر رہا ہے، اور وہ قیمت ہے انسانیت، اخلاق، خلوص اور محبت کی۔ ایک زمانہ تھا جب زندگی میں سادگی تھی مگر رشتوں میں گہرائی تھی، فاصلے زیادہ تھے مگر دل قریب تھے، رسل و رسائل مشکل تھا مگر تعلقات مضبوط تھے۔

مجھے اپنے بچپن کا وہ خوبصورت منظر آج بھی بخوبی یاد ہے۔ گھر میں گرین رنگ کا ڈائل والا بڑا ٹیلی فون ہوتا تھا جس سے نہ صرف ہمارا گھر بلکہ آدھا محلہ فائدہ اٹھاتا تھا۔ کوئی آکر کہتا فلاں کو بلا دیں، کوئی کسی کو۔ ہم خوشی اور ادب کے ساتھ دس بار بھی جانا پڑتا تو جاتے۔ اور پھر وہی آنے جانے والے لوگ جب گھر بیٹھتے تو چائے بنتی، گفتگو ہوتی، محبتیں بانٹی جاتیں۔ ہر ملاقات تعلقات کو مضبوط کر جاتی، ہر بیٹھک دلوں کے فاصلے کم کرتی۔

پھر وقت نے کروٹ لی۔ دنیا نے ڈیجیٹل دور کی طرف قدم بڑھایا۔ پہلے موٹورولا جیسے بڑے موبائل آئے۔ اس کے بعد اسمارٹ فون کی یلغار شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ٹیلی فون بھی ہٹ گیا، محلے کی رونقیں بھی کم ہو گئیں۔ وہ چہل پہل، وہ آمد و رفت، وہ سوال و جواب، سب کچھ اس چھوٹی سی اسکرین میں قید ہو کر رہ گیا۔

سچ یہ ہے کہ اسمارٹ فون نے صرف سہولت نہیں دی، اس نے احساسات بھی چھین لیے۔ پہلے خط لکھنے کی روایت تھی۔ ڈاکیے کا انتظار، لفافہ کھولنے کی لذت، حروف میں بسی خوشبو، لفظوں میں چھپی محبت سب کچھ جا چکا۔ پوسٹ کارڈ کے چند جملے بھی ایسا سکون دیتے تھے جسے آج ہزاروں میسجز بھی نہیں دے پاتے۔ پورا خاندان اکٹھا ہوتا، ناشتہ ساتھ ہوتا، باتیں ہوتیں، نصیحتیں ہوتیں، شعر و سخن کی محفلیں جمتی تھیں۔ وقت یوں گزرتا کہ محسوس ہی نہ ہوتا۔

ایک اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اسمارٹ فون نے ہماری تنہائی کو بڑھا دیا ہے، حالانکہ ہم بظاہر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ سوشل میڈیا کی مصنوعی مسکراہٹوں نے حقیقی آنسوؤں کی قدر گھٹا دی ہے۔ ہم دوسروں کی زندگیوں کو اسکرین پر دیکھ دیکھ کر حسد، احساسِ کمتری اور بے چینی کا شکار ہو رہے ہیں، جبکہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے چہروں کو دیکھنے کا وقت نہیں نکالتے۔ ماں باپ اولاد کے ساتھ ہیں مگر ذہنی طور پر کہیں اور، میاں بیوی ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے ناواقف ہوتے جارہے ہیں۔ یوں اسمارٹ فون نے صرف رشتوں کے درمیان فاصلہ ہی پیدا نہیں کیا بلکہ دلوں میں ایسی خاموش دیواریں بھی کھڑی کر دی ہیں جنہیں گرانا دن بہ دن مشکل ہوتا جارہا ہے۔

آج حال یہ ہے کہ چند افراد بھی ایک جگہ بیٹھے ہوں تو گفتگو کی بجائے ہر ہاتھ میں موبائل ہے، ہر نگاہ اسکرین میں گم ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہر شخص بہت بڑی تجارت میں مصروف ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی، اپنے رشتے، اپنی انسانیت سستے داموں بیچ رہے ہیں۔ مسجد ہو، خانہ کعبہ ہو، مدینہ منورہ ہو یا کوئی مقدس مقام انسان آج بھی موجود ہوتا ہے مگر اس کی سوچ موبائل میں قید رہتی ہے۔

یہ اسمارٹ فون محض ایک ضرورت ہے، ہمیں اسے زندگی نہیں بنانا چاہیے۔ اس کا استعمال حد میں، ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے۔ خاص طور پر بچوں کو اس کی لت سے بچانا وقت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ رشتوں کو وقت دیں، گھر والوں سے بات کریں، بزرگوں کا احترام کریں، ملاقاتوں کو حقیقت رہنے دیں، صرف ”آن لائن“ نہ جئیں بلکہ حقیقی زندگی بھی جئیں۔

میری اس بات سے سب کا متفق ہونا ضروری نہیں، مگر اگر ذرا سا بھی غور کیا جائے تو سچ یہی ہے کہ ٹیکنالوجی نے سہولت دی ہے مگر روح چھین لی ہے۔ اب فیصلہ ہمیں کرنا ہے: ہم اسمارٹ فون کے مالک رہیں یا اسے اپنی زندگی کا مالک بنا دیں۔

نظم

نیا سال آیا

کھلے پھول خوشیوں کے ہر سو چمن میں
نیا سال سب کو مبارک مبارک
گلوں کی ہے بارش فضا مسکرائی
ہوا بھینی بھینی مہک لے کے آئی
چلو کھالو ٹافی بہم ففٹی ففٹی
ہے دل کی صدا آج رنگیں سویٹی
پرانے سبھی درد و غم بھول جاؤ
کہ ہونٹوں پہ خوشیوں کے نغمے سجاؤ
ہو غم چاہے جیسا بھی ہنسنا نہ چھوڑو
دکھوں سے سدا رس خوشی کے نچوڑو
نہ کرنا گئے سال کی بات کوئی
یہی پل تو ہے اک حیاتِ حقیقی
چمن لہلہائے ہوا گیت گائے
تمہاری ہنسی دل کو جنت بنائے
حضورِ خدا ہاتھ پھیلا کے اپنے
سہیل آج کے دن یہ کہتا ہے سب سے
مبارک ہو تم کو نیا سال بچو
دعا ہے خدا خوش رکھے آپ سب کو

ازقلم: سہیل ساحل
مدیر ماہنامہ اہل قلم، لکھنؤ

بیگ سے لاکھوں روپئے کی چوری ہوئی نقدی اور سونا برآمد

سید ظہیر احمد فنا انڈیا: نیپال اُردو ٹائمز

اندھرا پردیش۔۔30 دسمبر۔۔انکاپلی کے یلا منچلی اسٹیشن کے قریب ٹاٹا نگر ایرونا کولم ایکسپریس ٹرین میں خوفناک آگ لگنے کے واقعہ میں زندہ جھلس کر ہلاک وجے واڑہ کے رہنے والے 70 سالہ چندر شیکھر کے بیگ سے بھاری رقم اور سونا برآمد ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد ریلوے پولیس نے مقام واقعہ کا معائنہ کیا اور مہلوک کے بیاگ سے بھاری مقدار میں نقدی سونا برآمد کیا۔۔چندر شیکھر کے ارکان خاندان کی موجودگی میں حکام نے بیگ سے۔5 لاکھ 80 ہزار روپئے نقد اور سونے کے زیورات ملنے کی تصدیق کی۔۔کرنسی نوٹوں کے کئی بنڈل آگ کی وجہ سے جزوی طور پر جل چکے ہیں ۔۔ریلوے حکام نے آگ لگنے کی وجوہات آور حفاظتی اقدامات مین ممکنہ کوتاہیوں کی تحقیقات شروع کردی ہیں ۔۔اس واقعہ کے بعد چندر شیکھر کی بیٹی مقام واقعہ پر پہنچی اور زارو قطار رونے لگی۔۔غمزدہ خاتون کو ریلوے کے عہدے داروں نے دلاسہ ۔۔اسی دوران وزیر اعلیٰ ین چندرا بابو نائیڈو نے پولیس آور فائر بریگیڈ کی کارکردگی کی ستائش کی ۔۔اپ ء ایک نومیٹ میں انہوں نے کہا۔۔میں یلا منچلی پولیس آور محکمہ فائر سرویس کی فوری اور جامع کاروئی کی ستائش کرتا ہوں جس کی بدولت ٹرین میں اگ لگنے کے لعد 150 سے زائد مسافروں کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا۔۔انہوں نے ریلوے پروٹیکشن فورس اور ریلوے عملے کی لھی ستائش کی جنہوں نے فوری طور پر متاثرہ بوگیوں کو ٹرین کے اگلے اور پچھلے حصے سے آگ کر دیا جس سے نقصان کو مزید پھیلنے میں مدد ملی۔۔

غزل

سرمئی رنگ دکھاتی ہے چلی جاتی ہے
زندگی یوں بھی نظر آتی ہے چلی جاتی ہے
اپنے شانوں پہ دھرے رات کی بھیگی سردی
گرم ایک شال اڑھاتی ہے چلی جاتی ہے
شاعری مجھ سے میرا خون جگر لے کر
کھیل حرفوں کا دکھاتی ہے چلی جاتی ہے
ریل کے آخری ڈبے کی کھلی کھڑکی سے
اپنا وہ ہاتھ ہلاتی ہے چلی جاتی ہے
میرے کمرے کی سسکتی ہوئی تاریکی میں
کوئی صورت نظر آتی ہے چلی جاتی ہے
ایک امید جو راتوں میں صدائیں دے کر
گھر کی زنجیر ہلاتی ہے چلی جاتی ہے
میں تو تنہائی کو اوڑھے ہوئے سو جاتا ہوں
دلکشی تیری جگاتی ہے چلی جاتی ہے
ایسا لگتا ہے میری ماں کسی سائے کی طرح
دیکھنے کو مجھے آتی ہے چلی جاتی ہے
مجھ کو ہوتا ہے تیری شوخ لچک کا دھوکا
جب ہوا شاخ ہلاتی ہے چلی جاتی ہے
آ کسی روز کہیں مل کے اکٹھے رولیں
زندگی خواب دکھاتی ہے چلی جاتی ہے
بجلیاں میرے دریچے میں کڑکتی ہیں فنا
پھر ہوا آکے ڈراتی ہے چلی جاتی ہے

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

12 رجب یوم وصال مبارک

تاجدار اہلبیت سید العرب ساقی الحرمین عمارۃ المسجد خاتم المہاجرین عم النبی علیہ الصلوۃ والسلام حضرت سیدنا ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب الہاشمی القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفیٰ ۱۲ رجب المرجب ۳۲ھ جنت البقیع مدینۃ المنورۃ)

از قلم : سید محمد نذیرالدین میاں نذیرالہاشمی سہروردی (داہود ضلع شہر قاضی و امین بارگاہ آستانۂ عالیہ حضرت سید غوث عبدالنبی سہروردی علیہ الرحمہ داہود شریف گجرات (9327057982

آپ کے فضائل

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اے عباس اللہ تعالیٰ نہ تو آپ کو عذاب دے گا اور نہ آپ کی اولاد میں سے کسی کو عذاب دے گا (الاساس فی مناقب بنی العباس لجلال الدین السیوطی) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے چچا میں خاتم النبیین ہوں اور تم خاتم المہاجرین ہو اللہ تعالیٰ نے نبوت مجھ پر ختم کردی اور ہجرت آپ پر (مناقب سیدی العباس)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے چچا عباس اور ان کی اولاد پر چادر ڈالی اور فرمایا: یااللہ یہ میرے چچا ہیں اور میرے والد کے قائم مقام ہیں یہ سب میرے اہلبیت ہیں ان سب کو آتش دوزخ سے ایسے چھپا دے جیسے میں نے اپنی چادر میں چھپایا ہے اس پر سب نے آمین کہی یہاں تک کہ دروازے کی دہلی اور گھر کی دیواروں سے بھی آمین آمین آمین کی صدا آنے لگی (جامع ترمذی، المعجم الکبیر، شفا شریف، احکام سادات) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے نبی کے چچا ہیں جو قریش کے اعلیٰ درجہ کے سخی لوگوں میں سے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی صلہ رحمی کرنے والے ہیں

نوٹ: 12 رجب المرجب کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ضرور خراج تحسین پیش کریں اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں!

پیشکش : غلامان آستانۂ عالیہ سہروردیہ غوثیہ حضرت سید غوث عبدالنبی سہروردی علیہ الرحمہ داہود شریف الہند

کفر اور کافر کا مسئلہ

(کفر کی اصطلاح)

ابو خالد

قرآنِ مجید کے مکی دور کی آیات پر اگر گہرے تدبر کے ساتھ نظر ڈالی جائے تو ایک نہایت اہم حقیقت سامنے آتی ہے، اور وہ یہ کہ قرآن نے لفظ کفر اور کافر کو نہایت محتاط، بامقصد اور مخصوص سیاق میں استعمال کیا ہے، نہ کہ ایک عمومی سماجی یا تہذیبی اصطلاح کے طور پر۔

مکی دور میں بعض ایسی آیات نازل ہوئیں جن میں عرب سے باہر کی غیر مسلم اقوام کا ذکر موجود ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ روم کے آغاز میں رومیوں کا ذکر آتا ہے، جو اس وقت عیسائی تھے اور ایرانیوں (مجوسیوں) کے ہاتھوں وقتی شکست سے دوچار ہو گئے تھے۔ قرآن کہتا ہے:

غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ۔

لیکن یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ کفارِ روم مغلوب ہو گئے، حالانکہ عقیدے کے اعتبار سے وہ مسلمان نہیں تھے۔ قرآن نے انہیں ان کے قومی اور تاریخی نام سے یاد کیا: الروم۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن ہر غیر مسلم قوم کو لازماً "کافر" کے عنوان سے یاد کرنے کا قائل نہیں۔

اسی طرح سورۂ فیل میں یمن کے غیر مسلم حکمراں ابرہہ اور اس کے لشکر کا ذکر ہے، جو خانۂ کعبہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ مگر قرآن نے ابرہہ کو "کافر حکمران" نہیں کہا، بلکہ پورے واقعے کو اصحابِ فیل کے عنوان سے بیان کیا۔ یہ اسلوب بتاتا ہے کہ قرآن کا مقصود محض واقعے کی تصویر کشی ہے، نہ کہ کرداروں کو اعتقادی القابات سے موسوم کرنا۔

البتہ مکہ کے وہ منکرین جنہوں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا انکار کیا، حق کو پہچاننے کے بعد ضد اور عناد کا راستہ اختیار کیا، ان کے لیے قرآن میں کفر اور کافر کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن میں کفر ایک دعوتی اور اعتقادی اصطلاح ہے، جو مخصوص رویّے اور انکار کی کیفیت پہ دلالت کرتی ہے، نہ کہ ہر غیر مسلم کے لیے ایک عمومی لیبل۔

یہی قرآنی مزاج ہمیں سیرتِ نبوی ﷺ میں بھی پوری وضاحت کے ساتھ نظر آتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو یہاں مختلف مذاہب اور قبائل کے لوگ آباد تھے: مسلمان، یہودی، مشرکین اور دیگر۔ لیکن آپ ﷺ نے مدینہ پہنچ کر جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں غیر مسلموں کو کفار سے مخاطب نہیں کیا، بلکہ فرمایا:

یا أیها الناس، اتقوا النار ولو بشق تمرة

یعنی: اے لوگو! آگ سے بچو، چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔

یہ خطاب اس بات کی روشن دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے سماجی اور دعوتی سطح پر انسانوں کو پہلے انسان کے طور پر مخاطب کیا، نہ کہ کافر اور غیر کافر کی تقسیم کے ذریعے۔

مدینہ اور اس کے اطراف میں جو غیر مسلم قبائل آباد تھے، انہیں بھی کبھی "کافر قبائل" نہیں کہا گیا، بلکہ ان کے معروف قبائلی ناموں سے پکارا گیا: اہلِ ثقیف، اہلِ نجران، اہلِ بحرین وغیرہ۔ یہ طرزِ خطاب اسلامی تہذیب کی وسعت، شرافت اور حکمت پر دلالت کرتا ہے۔

اسلامی تاریخ کا مطالعہ بھی اسی حقیقت کی تصدیق کرتا ہے۔ جب دورِ اوّل کے مسلمان عرب سے نکل کر شام، مصر، ایران، افریقہ اور وسطی ایشیا کے علاقوں میں داخل ہوئے تو انہیں مختلف مذاہب کے ماننے والے ملے جیسے عیسائی، یہودی، مجوسی، بودھ اور دیگر۔ مگر مسلمانوں نے ان سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کے بجائے، ہر قوم کو اس کے مذہبی اور تہذیبی نام سے پہچانا اور پکارا۔ چنانچہ شام کے عیسائی مسیحی کہلائے، فلسطین کے یہودی یہودی، ایران کے مجوسی مجوسی اور افغانستان و ماوراءالنہر کے بودھ بودھ کہلائے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد بھی یہی روش برقرار رہی۔ یہاں کے غیر مسلموں کو "کفارِ ہند" کہنے کے بجائے ہندو کہا گیا، جو دراصل "سندھو" کا عربی تلفظ ہے۔ عظیم مسلم محقق ابو الریحان البیرونی (وفات: 1048ء) نے ہندوستان کا طویل سفر کیا، سنسکرت سیکھی، اور ہندوستان کے مذہب، فلسفے اور معاشرت پر ایک مفصل عربی کتاب تصنیف کی۔ اس کتاب میں انہوں نے ہندوستان کے غیر مسلموں کو مسلسل "ہندو" کہا، نہ کہ "کافر"۔ یہ علمی دیانت اور تہذیبی شعور کی اعلیٰ مثال ہے۔

یہ طرزِ فکر اور اسلوبِ خطاب صدیوں تک مسلمانوں میں رائج رہا، تقریباً ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک۔ حتیٰ کہ آج بھی دنیا کے بیشتر حصوں میں یہی طریقہ عملاً موجود ہے۔ یورپ اور امریکا میں آباد مسلمان، جہاں وہ عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ رہتے ہیں، انہیں ان کے مذہبی یا قومی ناموں سے ہی پکارتے ہیں، نہ کہ کافر یا کفار کہہ کر۔

ان تمام شواہد سے یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ کفر اور کافر قرآن کی اصطلاحات ہیں، جن کا تعلق بنیادی طور پر ایمان و انکار، دعوت و ردّ، اور حق کے مقابلے میں انسان کے رویّے سے ہے۔ یہ الفاظ سماجی گفتگو، بین المذاہب تعلقات یا روزمرہ تہذیبی معاملات کے لیے وضع نہیں کیے گئے۔ جب ان اصطلاحات کو ان کے اصل قرآنی سیاق سے ہٹا کر عمومی معاشرتی لیبل بنا دیا جاتا ہے تو اس سے جہاں فہمِ قرآن میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہیں اسلامی تہذیب کی وسعت اور اخلاقی حسن بھی مجروح ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن، سیرتِ نبوی ﷺ اور تاریخِ اسلام تینوں کی روشنی میں درست رویّہ یہی ہے کہ غیر مسلموں کو ان کے اپنے معروف ناموں سے یاد کیا جائے، اور کفر و ایمان کی بحث کو اس کے علمی، اعتقادی اور دعوتی دائرے تک محدود رکھا جائے۔ یہی منہج حکمت، عدل اور حسنِ دعوت کا تقاضا ہے۔

جمعہ - محاسبۂ نفس اور زندگی کو درست کرنے کا دن

ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر
مولانا آزاد کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرس، اورنگ آباد
موبائل:9325217306

جمعہ مسلمانوں کی زندگی میں محض ایک دن کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا ہفتہ وار موقع ہے جو انسان کو اپنے آپ سے ملاقات کی دعوت دیتا ہے۔ یہ دن ہمیں یہ یاد دلانے آتا ہے کہ زندگی صرف روزگار، مصروفیات اور معمولات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک مسلسل اخلاقی اور روحانی سفر ہے، جس میں ہر موڑ پر خود احتسابی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جمعہ گویا اس سفر میں ایک ٹھہراؤ ہے، ایک لمحہ ہے جس میں انسان کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ خود سے سوال کرے اور ایمانداری سے جواب تلاش کرے۔

آج کا انسان خود کو وقت کی کمی کا شکار بتاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ فرصت نہیں، حالات سازگار نہیں، ماحول اجازت نہیں دیتا۔ مگر سچ یہ ہے کہ ہم نے سب سے زیادہ لاپرواہی اپنے باطن کے ساتھ برتی ہے۔ ہم نے خود کو جانچنے کا عمل مشکل سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ ایسے میں جمعہ کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے، کیونکہ یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اگر ہم نے خود کو نہیں بدلا تو حالات کبھی نہیں بدلیں گے۔

جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ، قرآن کی آیات، نصیحت کے جملے اور دعا کے کلمات دراصل ایک مکمل نظامِ فکر پیش کرتے ہیں۔ یہ ہمیں بتاتے ہیں کہ مسلمان ہونا صرف چند رسومات ادا کرنے کا نام نہیں، بلکہ ذمہ داری، شعور اور کردار کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم اکثر اس پیغام کو سن کر بھی نہیں سنتے۔ ہمارے کان کھلے ہوتے ہیں مگر دل بند ہوتے ہیں۔ اکثر یہ منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ جمعہ کے خطبے کے دوران ذہن کہیں اور ہوتا ہے۔ کاروبار کے منصوبے، ذاتی مصروفیات اور موبائل فون کی دنیا ہمیں اس لمحے سے کاٹ دیتی ہے جو ہمیں جوڑنے آیا ہوتا ہے۔ ہم نماز ادا کر لیتے ہیں، مگر نماز ہمیں بدل نہیں پاتی۔

یہی وہ نکتہ ہے جہاں جمعہ کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ محاسبۂ نفس دراصل زندہ ضمیر کی علامت ہے۔ جو انسان اپنے اعمال، رویّوں اور فیصلوں پر غور نہیں کرتا، وہ آہستہ آہستہ بے حس ہو جاتا ہے۔ جمعہ ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ ہفتے میں کم از کم ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیے جب ہم خود سے سچ بولیں۔ ہم یہ پوچھیں کہ کیا میں نے کسی کا حق مارا؟ کیا میں نے کسی کا دل دکھایا؟ کیا میں نے اپنے فرائض ایمانداری سے ادا کیے؟

بدقسمتی سے ہمارے سماج میں دینداری کو اکثر ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اسی تقسیم کا ایک افسوس ناک پہلو نماز کے معاملے میں بھی نظر آتا ہے۔ بہت سے لوگ جمعہ کی نماز کا تو خصوصی اہتمام کرتے ہیں، مگر اسی دن کی فجر اور عصر کی نماز ان کی زندگی سے غائب ہوتی ہے۔ گویا وہ آٹھ کے نمازی بن کر رہ گئے ہیں، حالانکہ نماز کا مطالبہ پورے دن اور پوری زندگی سے ہے۔ اسی تناظر میں اہلِ فکر نے ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے نمازیوں کو چار واضح اقسام میں تقسیم کیا ہے، جو ہمارے دینی رویّوں کی اصل تصویر پیش کرتی ہیں۔ پہلی قسم "ٹھاٹھ کے نمازی" کی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پنج وقتہ نماز کے پابند ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی میں نماز کوئی بوجھ یا رسمی عمل نہیں بلکہ ایک منظم اور شعوری ذمہ داری ہوتی ہے۔ دوسری قسم "آٹھ کے نمازی" کہلاتی ہے، جن سے مراد وہ افراد ہیں جو پورے ہفتے میں صرف جمعہ کی نماز پر اکتفا کرتے ہیں۔ تیسری قسم "تین سو ساٹھ کے نمازی" کی ہے، یعنی وہ لوگ جو سال بھر میں صرف عید کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور چوتھی، سب سے زیادہ دردناک قسم "کھاٹ کے نمازی" کی ہے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی نماز ادا نہیں کی، مگر وفات کے بعد لوگوں نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھ لی۔ جمعہ کا دن دراصل اسی انجام سے پہلے انسان کو جھنجھوڑنے آتا ہے۔ یہ دن ہر مسلمان کو یہ پیغام دیتا ہے کہ دین جزوی نہیں، مکمل مطالبہ کرتا ہے۔ جمعہ ہمیں وقتی اور رسمی دینداری سے نکال کر شعوری اور مستقل عبادت کی طرف بلاتا ہے، تاکہ انسان "ٹھاٹھ کے نمازی" بننے کی کوشش کرے، نہ کہ محض مواقع کا مسلمان بن کر زندگی گزار دے۔ جمعہ ہمیں صرف عبادات کا سبق نہیں دیتا، بلکہ معاملات کی درستگی کا بھی پیغام دیتا ہے۔ سچائی، دیانت، نرمی، عدل اور برداشت وہ صفات ہیں جو جمعہ کے پیغام کا حصہ ہیں۔ اگر جمعہ کے بعد بھی ہمارے لہجے میں سختی، معاملات میں بے ایمانی اور رویّوں میں تلخی برقرار رہے تو ہمیں اپنے جمعہ پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ آج ہمارے معاشرے میں بے چینی، غصہ اور عدم برداشت عام ہو چکی ہے۔ لوگ چھوٹی باتوں پر بکھر جاتے ہیں۔ ایسے ماحول میں جمعہ کا پیغام پہلے سے زیادہ اہم ہو جاتا ہے۔ جمعہ ہمیں تحمل سکھاتا ہے، اختلاف کے باوجود احترام سکھاتا ہے اور یہ یاد دلاتا ہے کہ مسلمان کا اصل امتحان مسجد کے باہر شروع ہوتا ہے۔

خاندان کے دائرے میں بھی جمعہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ دن ہمیں شوہر، بیوی، والدین اور اولاد کے حقوق یاد دلاتا ہے۔ اگر جمعہ کے بعد بھی گھر میں سخت لہجہ، بے صبری اور بے توجہی برقرار رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم نے جمعہ کی روح کو نہیں سمجھا۔

اسی طرح پیشہ ورانہ زندگی میں بھی جمعہ ہمیں دیانت اور ذمہ داری کا سبق دیتا ہے۔ استاد ہو یا تاجر، ملازم ہو یا افسر، ہر شخص کے لیے جمعہ یہ سوال چھوڑ جاتا ہے کہ کیا میں اپنے کام کے ساتھ انصاف کر رہا ہوں؟ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جمعہ کو ایک زندہ دن بنائیں۔ ایک ایسا دن جو ہمیں ہر ہفتے تھوڑا سا بہتر انسان بنادے۔ اس کے لیے بڑے دعوؤں کی ضرورت نہیں، بس ایک چھوٹا سا فیصلہ کافی ہے: اس ہفتے ایک غلطی کم، ایک اچھائی زیادہ۔ یہی چھوٹے فیصلے آہستہ آہستہ بڑی تبدیلی کا راستہ ہموار کرتے ہیں۔ جمعہ ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ انسان ایک دن میں کامل نہیں بنتا، مگر ایک دن میں اپنی سمت ضرور درست کر سکتا ہے۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ جمعہ اللہ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے۔ یہ دن ہمیں غفلت سے بیداری، مایوسی سے امید اور انتشار سے ترتیب کی طرف بلاتا ہے۔ اگر ہم نے اس دن کی قدر کر لی تو ہماری زندگی خود بخود سنورنے لگے گی۔ جمعہ آئے اور گزر جائے، مگر انسان وہی کا وہی رہے، تو یہ خسارے کی علامت ہے۔ اور اگر جمعہ آئے اور انسان کے دل میں ایک سوال، ایک ندامت اور ایک مضبوط ارادہ چھوڑ جائے، تو یہی اس دن کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

عنوان: استقبالِ نو۔ ایک شرعی اور اصلاحی نقطہ نظر

"غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹادی"

2025ء کا سال بھی اختتام کو پہنچ گیا اور اب ہم سن 2026ء میں داخل ہو گئے ہیں۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ نئے سال کو ہمارے لئے ظاہری و باطنی خیر و برکت، ترقی و خوشحالی اور سیاسی و معاشی استحکام کا ذریعہ بنائے۔ جب سے خالق کائنات نے عالم کو تخلیق فرمایا ہے، اسی روز سے گردشِ لیل و نہار کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کے نتیجے میں مہینہ و سال بدلتے رہتے ہیں۔ شمس و قمر دونوں رب العالمین کے پیدا کردہ اور اسی کے تابع فرمان ہیں۔ اس لئے تقویم شمسی ہو یا قمری، دونوں کو قدرتی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن رب تعالیٰ نے اسلامی احکام کا تعلق قمری حساب سے جوڑ دیا ہے۔ اس وجہ سے قمری سال کو ہی اسلامی کہا جاتا ہے۔ قمری سال کا آغاز یکم محرم الحرام اور شمسی کا یکم جنوری سے ہوتا ہے۔ چونکہ اس وقت تقریباً پوری دنیا شمسی تقویم کے حساب سے چل رہی ہے۔ اس لئے کیلنڈر میں یکم جنوری کی تاریخ شروع ہوتے ہی جشن منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر بڑی بڑی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ آتش بازی کے نظروں کو خیرہ کر دینے والے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، اور خوب ہلہ گلا کیا جاتا ہے۔ خود کو مہذب کہلانے والی دنیا کا سال نو کو خوش آمدید کہنے کا یہ ناسمجھوں والا انداز، اب مسلمانوں میں بھی رواج پا گیا ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب اور قوموں میں تہوار اور خوشیاں منانے کے مختلف طریقہ ہوا کرتے ہیں۔ ہر ایک تہوار کا کوئی نہ کوئی پس منظر ہے اور وہ کوئی نہ کوئی پیغام دے کر جاتا ہے لیکن لوگوں میں بگاڑ آنے کی وجہ سے ان میں ایسی خرافات بھی شامل کر دی جاتی ہیں، کہ ان کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے دنیا "ترقی کی منازل طے کرتی گئی اور مہذب ہوتی گئی، انسانوں نے کلچر اور آرٹ کے نام پر نئے جشن اور تہوار وضع کیے، انہی میں سے ایک نئے سال کا جشن ہے۔ نوجوان نسل یکم جنوری کا جشن مناتے ہوئے اس قدر مگن ہو جاتی ہے کہ وہ جائز اور ناجائز کی تمیز ہی بھول جاتی ہے۔

وہ مختلف خرافات اور نشہ آور اشیاء میں مبتلا ہو کر ہلہ گلا کرتے نظر آتے ہیں، حالانکہ یہ وقت افسوس اور فکر کا ہے۔ وقت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے، اور سال کا گزرنا درحقیقت ہماری زندگی کی مہلت کا کم ہونا ہے۔ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ گزرے ہوئے سال میں ہم سے کتنی نمازیں قضا ہوئیں اور ہم نے کتنے گناہ کیے۔ ہمیں اللہ کے حضور گڑگڑا کر توبہ کرنی چاہیے اور آنے والے سال کے لیے نیک اعمال کا پختہ ارادہ کرنا چاہیے۔

وقت کا ضیاع اور خسارہ:

وقت اللہ عزوجل کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں زمانے کی قسم کھائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" یعنی قسم ہے زمانے کی، انسان خسارے میں ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ وقت برف کی طرح پگھل رہا ہے، اگر اسے صحیح کام میں استعمال نہ کیا جائے تو یہ ضائع ہو جاتا ہے۔ سالِ نو کا جشن منانے والے اگر صرف اس ایک آیت پر غور کر لیں تو اندازہ ہو جائے کہ ایک سال کا گزرنا خوشی کا نہیں بلکہ محاسبے کا مقام ہے۔

محاسبہ اور لائحہ عمل:

نیز اس وقت مسلمانوں کو دو کام خصوصاً کرنے چاہئیں، بالفاظ دیگر نیا سال ہمیں خاص طور پر دو باتوں کی طرف متوجہ کرتا ہے: ماضی کا بے لاگ احتساب اور آگے کا ٹھوس لائحہ عمل۔ ہمیں دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ سال گزشتہ ہم کیا پایا اور کیا کھویا۔ ہم سے کیا غلطیاں ہوئیں۔ محاسبہ کے ساتھ اپنا مواخذہ بھی کرنا چاہئے۔ پھر گزشتہ تجربات کی روشنی میں بہترین مستقبل کی تعمیر اور تشکیل کے منصوبے میں منہمک ہونا چاہئے کہ اپنی کمزوریوں کو دور کرکے ہم نئے سال کو کس طرح کارآمد بنا سکتے ہیں۔ یہ دونوں کام انفرادی طور پر بھی ہونے چاہئیں اور اجتماعی سطح میں بھی تبھی ہم تابناک مستقبل سے بغل گیر ہو سکتے ہیں۔ ورنہ مہ و سال گزرتے جائیں گے۔ مگر ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

حاصل گفتگو:

وقت اللہ عزوجل کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اسے ناجائز و حرام کام میں مبتلا ہو کر ضائع نہ کریں۔ بلکہ نیا سال کے آغاز پر اچھے اور عمدہ کام کرنے کی نیت کریں اور گزشتہ سالوں کی گناہوں سے خوب خوب توبہ کریں۔

دعائے کلمات:

اللہ رب العزت اس نئے سال کو امتِ مسلمہ کے لیے امن و امان، اتحاد اور بیداری کا سال بنائے۔ اللہ عزوجل ہمیں وقت کی قدر کرنے، اپنی زندگی کا صحیح محاسبہ کرنے اور گزشتہ کوتاہیوں کے سچی توبہ کر کے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رب لم یزل ہم سب کو زیادہ سے زیادہ گناہوں سے توبہ کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خامہ فرسائی: محمد صادق الاسلام
اتر دیناج پور مغربی بنگال
متعلم: دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی (یوپی)

نیا سال: احتساب فکر سے اثرِ عمل تک۔

محمد رضوان احمد مصباحی

نئے سال کی آمد عموماً خوش گوار نعروں، تمناؤں اور رسمی مبارک بادوں کے ساتھ ہوتی ہے، مگر سنجیدہ ذہن کے لیے یہ موقع محض جشن کا نہیں بلکہ خود احتسابی اور از سرِ نو تعمیرِ فکر کا ہوتا ہے۔ وقت کے اس نئے موڑ پر ہمیں یہ سوال ضرور اپنے سامنے رکھنا چاہیے کہ جو سال گزر گیا، وہ ہمیں کیا دے گیا اور ہم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟

گزرا ہوا سال ہماری اجتماعی اور انفرادی زندگی کا ایک مکمل ریکارڈ ہے۔ اس میں ہماری کامیابیاں بھی محفوظ ہیں اور ہماری کوتاہیاں بھی۔ دانش مندی کا تقاضا ہے کہ ہم نہ صرف اپنی کامیابیوں پر مسرور ہوں بلکہ اپنی کمزوریوں کا بے لاگ جائزہ بھی لیں، کیونکہ قومیں وہی آگے بڑھتی ہیں جو اپنے محاسبے سے نہیں گھبراتیں۔

نیا سال دراصل ایک نیا موقع ہے غفلت کے تسلسل کو توڑنے کا، سستی کے جمود کو ختم کرنے کا، اور محض نیک خواہشات کے بجائے واضح عزم اور منظم عمل کو اختیار کرنے کا۔ اگر گزشتہ سال ہمارے اہداف ادھورے رہ گئے تو اسے ناکامی نہیں، بلکہ آئندہ کے لیے رہنمائی سمجھنا چاہیے۔ نیا سال وقت کے دریچے سے جھانکتی ایک نئی روشنی ہے، جو ہمیں اپنے اندر کے اندھیروں پر نظر ڈالنے کا موقع دیتی ہے۔

نیا سال لمحوں کی کتاب کا نیا ورق ہے، جس پر قلم ہمارے ہاتھ میں اور انجام ہمارے عمل سے وابستہ ہے۔ نیا سال گزری ہوئی ساعتوں کا نوحہ نہیں، آنے والے دنوں کی امید بھری صدا ہے۔ نیا سال وقت کی صدا ہے کہ جو گزر گیا وہ سبق ہے، اور جو آنے والا ہے وہ امتحان۔ نیا سال خاموشی سے آتا ہے، مگر انسان کو بولتا ہوا ضمیر عطا کر جاتا ہے۔

یہ حقیقت بھی ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ تبدیلی نعروں سے نہیں آتی، بلکہ مسلسل محنت، لگن اور ذمہ داری کے احساس سے جنم لیتی ہے۔ بڑے وعدوں کے بجائے چھوٹے مگر پائیدار اقدامات ہی دیرپا اثرات چھوڑتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں وقت کی قدر، اخلاق کی مضبوطی، اور دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنے کا جذبہ ہی وہ اوصاف ہیں جو فرد کو بھی بلند کرتے ہیں اور معاشرے کو بھی۔

ادارہ ہو یا معاشرہ، تعلیمی میدان ہو یا سماجی زندگی اگر ہر شخص نئے سال کو اپنے دائرۂ اختیار میں بہتری لانے کا ذریعہ بنا لے تو مجموعی فضا خود بخود بدل سکتی ہے۔ خاص طور پر اہلِ قلم، اساتذہ اور ذمہ دار طبقات پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ محض حالات پر تبصرہ نہ کریں بلکہ عملی نمونہ بھی پیش کریں۔

نئے سال کے موقع پر ہماری اجتماعی دعا یہی ہونی چاہیے کہ یہ سال ہمیں زیادہ بیدار، زیادہ باخبر اور زیادہ باعمل بنائے۔ ساتھ ہی یہ عزم بھی ضروری ہے کہ ہم وقت کو صرف گزارنے کے بجائے اسے معنی خیز اور نتیجہ خیز بنائیں۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ نیا سال تبھی مبارک ہو گا جب وہ ہماری سوچ، ہمارے رویّے اور ہمارے کردار میں مثبت تبدیلی کا سبب بنے۔ بصورتِ دیگر کیلنڈر کا بدل جانا، زندگی کے بدلنے کی ضمانت نہیں۔

تحریر:
محمد رضوان احمد مصباحی
نمائندہ: نیپال اردو ٹائمز

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

جامعہ ملک العلماء میں جشن غریب نواز اور عرس ملک العلماء کا انعقاد

پریس ریلیز، مدھوبنی بینی پٹی حلقہ کے تحت واقع جامعہ ملک العلماء لدوت محمد پور بینی پٹی میں، تکمیل حفظ قرآن کریم کے موقع پر جشن غریب نواز اور عرس ملک العلماء کا انعقاد کیا گیا، جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے، حضور سراج الفقہاء محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد نظام الدین رضوی مصباحی صاحب قبلہ کی آمد ہوئی، پروگرام کی، سرپرستی حضرت مولانا قاری محمد مقصود عالم رضوی مصباحی صاحب قبلہ بانی و سربراہ جامعہ ہذا نے کی، اور صدارت کے فرائض مفتی محمد شاکر علی مصباحی صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ ہذا نے انجام دیا، جبکہ حمایت حضرت قاری محمد صفی اللہ نوری خطیب و امام رضا مسجد حسینی محلہ محمد پور نے فرمائی، قاری محمد نظام الدین قادری استاذ جامعہ ہذا کی تلاوت سے محفل کا آغاز ہوا، واضح ہو کہ پروگرام کی نظامت، مولانا محمد اشفاق مصباحی صاحب قبلہ اکڈنڈی سیتامڑھی، اور مولانا نشاط اختر محبوبی نے فرمائی، وہیں عنایت، مولانا محمد امتیاز احمد رضوی خطیب و امام محمد پور اور قیادت، مولانا محمد پرویز عالم قادری خطیب و امام لدوت کی رہی، مداح رسول حضرت قاری نوشاد عالم فیضی استاذ جامعہ ہذا، اور شاہکار ترنم جناب جابر اختر سراجی نے نعت و منقبت کے عمدہ اشعار پیش کیے، حضور سراج الفقہاء نے جامعہ ملک العلماء کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار فرمایا اور بانیء ادارہ حضرت قاری مقصود عالم رضوی مصباحی کے سر پر دستار باندھی اور انہیں اسی طرح خوب خلوص و للہیت کے ساتھ کام کرنے کی تلقین فرمائی اس موقع پر بعد رمضان سے لے کر اب تک تقریبا 32 بچوں نے تکمیل حفظ قرآن عظیم کی سعادت حاصل کی تھی سبھی کے سروں پہ حضور سراج الفقہاء نے دستار باندھی اور بانیء ادارہ کی بچی عزیزہ ضیاء فاطمہ سلمہا کی رسم بسم اللہ خوانی بھی فرمائی اور انہیں خوب دعائیں دیں، سراج الفقہاء کی مشہور و مقبول فقہی مجلس میں متعدد سوالات کیے گئے جن کا آپ نے تشفی بخش جواب عنایت فرمایا ان میں ایک سوال یہ تھا کہ اگر کسی جگہ کوئی مسجد ہو اور غیر مسلموں کے خوف کی وجہ سے وہاں کے سارے مسلمان اس گاؤں سے ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے گئے اب وہاں کوئی مسلمان نہ بچا تو اس گاؤں کی جو مسجد ہے اس کا کیا کیا جائے، اس پر سراج الفقہاء نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس مسجد کو استعمال میں لایا جائے اور اس کی حفاظت کی جائے، اور اگر یہ خدشہ ہو کہ یہاں رہنے میں جان و مال کا نقصان ہے عزت و آبرو کو بھی خطرہ ہے، اور لوگ مسجد کو لوٹ کر کے لے جائیں گے اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو ایسی صورت میں بوجہ مجبوری اس زمین کو فرخت کر کے اسی رقم سے دوسری جگہ مسجد قائم کی جائے جہاں مسلمانوں کی آبادی ہو جہاں اس کی حفاظت ہو سکے، دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ بعض لوگ لڑکا اور لڑکی کے لیے رشتہ تلاش کرتے ہیں اور رشتہ مل جانے پر دونوں فریق سے روپیہ لیتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے، اس کے جواب میں سراج الفقہاء نے فرمایا کہ چونکہ وہ دوڑ دھوپ کرتے ہیں اپنے کرائے سے جاتے آتے ہیں اپنا وقت دیتے ہیں تو اس لیے ان کو بطور اجرت دونوں طرف سے لینا اور دینا جائز ہے، البتہ کسی کا استحصال نہ کیا جائے ایک سوال یہ تھا کہ کمیشن پر چندہ کرنا کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ کمیشن پر چندہ کرنا جائز و درست ہے اس کی متعدد صورتیں ہیں اس کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب تحصیل صدقات پر کمیشن کا حکم کا مطالعہ کریں، سوالات و جوابات کے درمیان پورا مجمع گوش بر آواز تھا اور لوگ غور و خوض سے مفتی صاحب قبلہ کی باتیں سن رہے تھے خاص بات یہ ہے کہ جامعہ ملک العلماء نے قلیل مدت میں بڑی ہی برق رفتاری کے ساتھ کامیابی کا سفر طے کیا ہے اب تک سینکڑوں حفاظ یہاں سے فارغ ہو کر ملک کے اعلیٰ ترین اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں،

مولانا ریحان رضا انجم مصباحی پوکھر ٹولہ بسفی، مولانا محمد رضا صابری مصباحی اندولی نے بھی خطاب کیا اور دوران خطاب ان دونوں حضرات نے حضور سراج الفقہاء کی شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالی جس کو لوگوں نے بغور سماعت کیا، مخصوص شرکاء میں مولانا شکیل احمد مصباحی لہریا گنج، مولانا شوکت علی مصباحی اکڈنڈی، مولانا تحسین رضا مصباحی دربھنگہ مفتی عالمگیر صاحب لدوت، مولانا شفیق امجدی، مولانا شبیر اشتر، مولانا حسیب الرحمان کٹیا،

مولانا توقیر رضا مصباحی اندولی، مولانا ساجد رضا مکی اندولی، قاری محمد رضا اندولی، حافظ حشمت اللہ قادری، قاری ضیاء الدین کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے اخیر میں سبھی شرکا کو لنگر غریب نواز بھی کھلایا گیا، *نوٹ*، سالانہ ملک العلماء کانفرنس و جشن دستار بندی حفاظ کرام مورخہ 8 فروری 2026 عیسوی بروز اتوار بعد نماز عشاء منعقد ہوگا ان شاءاللہ

رپورٹ

ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز،

دارالعلوم امام احمد رضا کواری میں، جشن خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انعقاد

سیتامڑھی پریس ریلیز،
نیپال اردو ٹائمز
(بھارت)

"ادارہ اہلسنت دارالعلوم امام احمد رضا کواری سونبرسا روڈ سیتامڑھی بہار میں عرس حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے مبارک موقع پر۔

حسب روایت قدیم امسال بھی بتاریخ ۶۔رجب المرجب ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۷۔دسمبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ بوقت ۹۔بجے صبح قرآن خوانی بعدہ دارالعلوم امام احمد رضا کے وسیع و عریض صحن میں جشن خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انعقاد کیا گیا،

جشن کا موضوع حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ اور خدمات دین تھا۔ جشن کا مقصد طلباء اور عوام اہلسنت میں اولیاء کرام کی تعلیمات کو عام کرنا اور اخلاقی و روحانی بیداری پیدا کرنا تھا۔

جملہ تقریبات کی سرپرستی۔ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت یادگار اسلاف تاج الاصفیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد فاروق رضوی صاحب قبلہ، بانی دارالعلوم امام احمد رضا نے فرمائی۔

قیادت۔ پیکر اخلاص و وفا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ضیاء الدین برکاتی جامعی صدر المدرسین دارالعلوم امام احمد رضا نے انجام دی جشن کا آغاز برادر اصغر حضرت قاری محمد سعد الدین برکاتی مرکزی نے قرآن پاک کی تلاوت سے کیا۔ پھر دارالعلوم امام احمد رضا کے ہونہار طلباء نے تقاریر اور مناقب پیش کیں جنہیں حاضرین نے بہت پسند کیا، مداح رسول بلبل باغ مدینہ حضرت نورالعین مظہری و حضرت دلکش مظفرپوری او رحضرت صدر عالم طوفانی سیتامڑھی بہار نے اپنی خوبصورت آواز میں نعت و منقبت پڑھ کر محفل میں رنگ عقیدت و محبت بکھیر دیا۔ اس کے بعد خصوصی خطیب حضرت علامہ مولانا عبدالستار رضوی صاحب قبلہ جامعہ قادریہ مقصود پور اور حضرت علامہ مولانا محمد اشرف رضا قادری چاندپٹی سیتامڑھی بہار نے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت، اخلاص، خدمت خلق اور رواداری کے ذریعے برصغیر میں اسلام کی شمع روشن کی۔

جشن خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرنور موقع پر دارالعلوم امام احمد رضا کی جانب سے دو ممتاز عالم دین کو ایوارڈ سے نوازا گیا۔

(۱) جامعہ قادریہ مقصود پور کے صدر المدرسین۔ ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت زینت درسگاہ معتمد حضور شیر بہار علیہ الرحمہ حضرت علامہ مولانا عبدالستار رضوی صاحب قبلہ، اپنی علمی خدمات، دینی بصیرت اور اصلاحی کردار کے باعث ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ جشن خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت موقع پر حضور شیر بہار ایوارڈ سے نوازا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ان کی محنت، اخلاص اور علمِ دین کی ترویج اشاعت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ انہوں نے تعلیم و تربیت کے میدان میں جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، وہ طلبہ اور معاشرے دونوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں، ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے۔ حضور شیر بہار ایوارڈ حاصل ہونے کے بعد حضرت علامہ مولانا عبدالستار رضوی صاحب قبلہ نے دارالعلوم امام احمد رضا کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اعزاز دراصل خدمت دین کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہے،

(۲) ناشر مسلک اعلی حضرت حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب قبلہ چاند پٹی سیتامڑھی بہار کو خواجہ غریب نواز ایوارڈ سے نوازا جانا —— یہ حضرت والا کی دینی خدمات کا باوقار اعتراف دینِ اسلام کی خدمت، علم کی اشاعت اور اخلاقی تربیت ایک عظیم ذمہ داری ہے، ۔حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری صاحب، چاندپٹی سیتامڑھی کو ایوارڈ سے نوازا جانا ان ہی قیمتی دینی و اصلاحی خدمات کا باوقار اعتراف ہے۔ حضرت مولانا اشرف رضا صاحب ایک باعمل عالمِ دین، مخلص معلم اور دردِ دل رکھنے والے رہنما ہیں۔ آپ نے اپنے علمی، کردار اور عملی خدمات کے ذریعے علاقے میں دینی بیداری پیدا کی اور نئی نسل کی دینی و اخلاقی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کی گفتگو میں سادگی، عمل میں سنجیدگی اور خدمت میں خلوص نمایاں نظر آتا ہے۔ خواجہ غریب نواز ایوارڈ کی تقریب نہایت وقار اور احترام کے ساتھ منعقد ہوئی، جس میں علماء کرام، اساتذہ، سماجی شخصیات اور طلبہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ حضرت مولانا اشرف رضا قادری صاحب کو ملنے والا یہ خواجہ غریب نواز ایوارڈ علاقے کے نوجوانوں اور طلبہ کے لیے بھی تحریک کا ذریعہ بنے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کے علم و عمل میں برکت عطا کرے، اور انہیں دینِ اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس جشن کی تقریب میں مقامی و بیرونی علمائے کرام وائمہ عظام نے شرکت کی۔ حضرت علامہ مولانا غلام حسن رضا کملدہ سیتامڑھی، حضرت مولانا مفتی محمد مسیح الدین برکاتی مظہری دارالعلوم امام احمد رضا، حضرت مولانا اشرف رضا کواری دارالعلوم امام احمد رضا، حضرت قاری محمد حشمت علی قادری دارالعلوم امام احمد رضا، حضرت قاری اطہر رضا قادری دارالعلوم امام احمد رضا، حضرت حافظ محمد نجیب الدین برکاتی فاروقی دارالعلوم امام احمد رضا، حضرت حافظ و قاری محمد تحسین رضا سیتامڑھی۔ عالی جناب ماسٹر محمد توفیق عالم دارالعلوم امام احمد رضا، عالی وقار جناب عبدالسمع قادری صاحب گوہر دھن پور، عالی وقار جناب الحاج عبد الطیف صاحب گوہر دھن پور،

اور علاقہ کے مسلمانوں نے شرکت کی آخر میں صلوٰۃ و سلام اور دعا پر تقریب کا اختتام ہوا اور ملک و ملت کی ترقی امن و سلامتی کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں، رپورٹ، بتوسط مفتی، غلام معین الدین برکاتی فیض ناظم تعلیمات دارالعلوم امام احمد رضا کواری سونبرسا روڈ سیتامڑھی بہار، ابوافسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

خوداحتسابی

سید بختیار چشتی

وقت اپنی رفتار سے گزرتا ہے، اور اس کی رفتار پر کسی کا اثر نہیں۔ سال بدلتے رہیں گے، مگر انسان اکثر وہیں کھڑا رہ جاتا ہے۔ ایک اور سال ختم ہو گیا، مگر یہ صرف تاریخ کا بدل جانا کافی نہیں ہوتا، اصل سوال یہ ہے کہ ہم نے اس دوران اپنے آپ کو پہچاننے کی کتنی کوشش کی اور کتنا بہتر بن سکے۔

ہم زندہ ہیں، سانس لے رہے ہیں، چل پھر رہے ہیں یہ ہماری طاقت نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مہلت ہے۔ اسی مہلت میں کچھ لوگ ہم سے جدا ہو گئے، اور کچھ کو رک کر سوچنے کا موقع ملا کہ زندگی کتنی عارضی اور ناپائیدار ہے۔ جیسا کہ امام شافعی نے کہا:

"خود کی اصلاح کرو، دنیا کی اصلاح خود بہ خود ہو گی"۔ یہ گزرا ہوا سال ہماری زندگی کے حالات کا آئینہ بن کر سامنے آیا۔ کہیں خوشی ملی، کہیں صبر کی آزمائشیں ہوئیں، کہیں نعمتوں کی فراوانی رہی، اور کہیں محرومی نے آنکھیں کھولیں۔ مگر افسوس کہ ہم نے اکثر حالات کا تجزیہ کیا، اپنے کردار کا نہیں۔ ہم نے دوسروں کے رویّوں پر بات کی، مگر اپنے اعمال اور اپنی کوتاہیوں پر خاموشی اختیار کی۔

قرآن ہمیں ایک واضح اصول سمجھاتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(ترجمہ: اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل لے)

یہ آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ تبدیلی باہر سے نہیں، اندر سے شروع ہوتی ہے۔ سال کا بدل جانا کافی نہیں، سوچ کو بدلنا ضروری ہے۔ وقت کا گزر جانا کامیابی نہیں، اپنے آپ کو سنبھال لینا اصل کامیابی ہے۔

انسان کو خود سے کچھ سخت سوال پوچھنے پڑتے ہیں: کیا ہم واقعی بہتر ہوئے؟ یا صرف عمر میں اضافہ ہوا؟ کیا ہمارے دل نرم ہوئے؟ یا صرف تجربے بڑھ گئے؟ کیا ہم نے کسی کا بوجھ ہلکا کیا؟ یا ہر بار اپنے حق کا مطالبہ کیا؟ آج کا معاشرہ اسی لیے بوجھل نظر آتا ہے کہ ہر شخص اپنے دکھ پر بولتا ہے، مگر دوسروں کے درد پر خاموش رہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اپنے نفس کو پہچانو، باقی سب پہچان خود بخود ہو جائے گی

زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، مگر اس نعمت کا حق صرف لفظوں سے ادا نہیں ہوتا۔ یہ نعمت ہمیں دوسروں کے لیے آسانی اور خوشی بانٹنے کا موقع دیتی ہے۔ ہم یہاں ہمیشہ کے لیے نہیں ہیں۔ چند دن، چند سانسیں، چند لمحات اور پھر واپسی۔ اگر ہم نے ان دنوں میں کسی کا دل دکھایا، کسی کی خاموشی کو نظر انداز کیا، یا کسی کی امید توڑی، تو سال بدلنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

اصل بہتری وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں انسان اپنی غلطی مان لے۔ جہاں وہ پچھلے دنوں کی کمیوں کو تسلیم کرے اور آنے والے دنوں میں اپنے رویّوں کو درست کرے۔ خوشیاں بانٹنا صرف جذباتی نعرہ نہیں، بلکہ ایک ذمہ دار رویّہ ہے۔ معاف کرنا کمزوری نہیں،

یہ بلند ظرفی کی علامت ہے۔

اور کسی کے لیے آسانی بن جانا عبادت ہے، جو خاموش رہ کر بھی دلوں میں روشنی اور امید جگا دیتی ہے۔

یا اللہ! ہمیں اپنی غلطیوں کو پہچاننے، ماننے اور اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرما ہمارے دل نرم کر، دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنے والے انسان بنا، اور اپنی رضا میں ہمیں مضبوط رکھ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سید بختیار چشتی

جھوٹ پھیلانے میں میڈیا کا اہم کردار

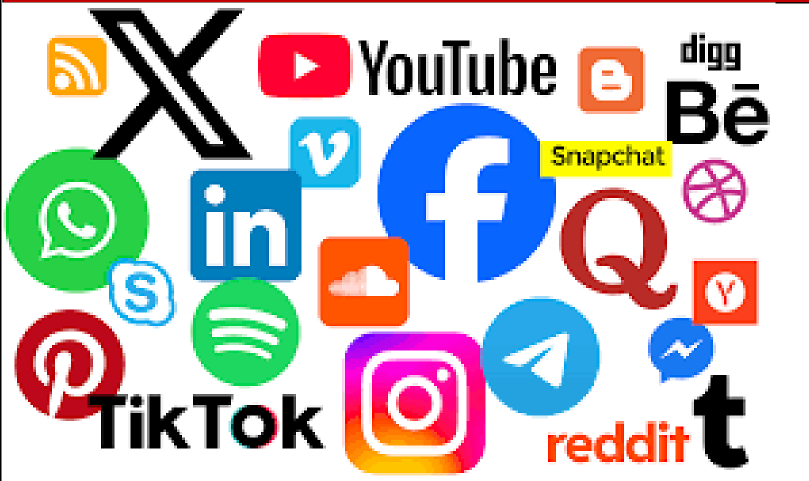

از محمد عادل ارریاوی

محترم قارئین آج کے جدید دور میں میڈیا معلومات کا بڑا ذریعہ بن چکا ہے مگر اس میں سچ اور جھوٹ کی آمیزش عام ہے اس لیے ہر خبر کو بلا تحقیق قبول کرنے کے بجائے اس کی تصدیق ضروری ہے موجودہ دور میں اکثر لوگ مختلف ذرائع ابلاغ اور میڈیا کے ساتھ اس قدر وابستہ ہو چکے ہیں کہ دنیا بھر کے حالات واقعات اور معلومات سے آگاہی کا انحصار بڑی حد تک بلکہ اکثر و بیشتر میڈیا ہی پر ہو گیا ہے ٹی وی اور انٹرنیٹ ہر گھر تک پہنچ چکے ہیں روزمرہ کے اخبارات اپنی جگہ موجود ہیں اس کے علاوہ موبائل فون کے ذریعے بھی بے شمار خبری ذرائع فعال ہیں لیکن ذرائع ابلاغ اور میڈیا میں پائی جانے والی دیگر خرابیوں اور منکرات سے قطع نظر خبر رسانی واقعات کی ترسیل اور حالات کے تجزیے میں ان کا کردار اور طرز عمل عموماً نہایت نامناسب مایوس کن اور خلط مبحث پر مبنی ہو چکا ہے جو اکثر مکروفریب اور دجل و تلبیس کی صورت اختیار کر لیتا ہے مختلف مادی اور مالی مفادات اور پست اغراض کو پیش نظر رکھتے ہوئے سچ کو جھوٹ جھوٹ کو سچ حق کو باطل باطل کو حق مظلوم کو ظالم اور ظالم کو مظلوم بنا کر پیش کرنا میڈیا کے ان سامری جادوگروں اور شعبدہ بازوں کا پیشہ اور معمول بن چکا ہے ان کے شب و روز کے مشاغل کا بڑا حصہ اسی عمل پر مشتمل ہوتا ہے اور ان کی آمدنی کا بڑا حصہ بھی اسی باطل طرزِ عمل کا نتیجہ ہوتا ہے بسا اوقات پوری دنیا کے سامنے کھلے عام جھوٹ بولا جاتا ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ خبر جھوٹ اور پروپیگنڈے پر مبنی ہے لوگ اس میں دلچسپی لیتے ہیں اور اس سے وابستہ رہتے ہیں پھر بے باکی کے ساتھ اپنی نفسانی دنیاوی اور جاہ و منصب کی خواہشات کی بنیاد پر جھوٹ بولنا اور جھوٹی و مصنوعی خبریں نشر کرنا اب صرف بین الاقوامی یا سرکاری میڈیا تک محدود نہیں رہا بلکہ نجی میڈیا بھی اس میدان میں پیش پیش ہے اسی وجہ سے دنیا اور ملک میں پھیلے ہوئے انتشار خلفشار اور فتنہ و فساد کا ایک بڑا سبب بھی یہی میڈیا بن چکا ہے ایسے حالات میں میڈیا سے وابستگی رکھنے کے باوجود انسان کا حق اور سچ پر قائم رہنا نہایت مشکل ہو گیا ہے مسلسل تجربات اور مشاہدات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ موجودہ دور کے مروجہ ذرائع ابلاغ پر سچ اور جھوٹ کے معاملے میں مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا دوسری جانب عام لوگوں کے مزاج میں کسی خبر کی تصدیق یا تردید کے لیے تحقیق کرنے کا صحیح ذوق بھی باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے یہ توقع کرنا بھی مشکل ہے کہ جھوٹ کی آسانی سے تردید اور سچ کی تصدیق ہو سکے اور انسان جھوٹے پروپیگنڈے فریب اور حق و باطل کی آمیزش سے محفوظ رہ سکے لہٰذا حق اور باطل کو سمجھنے اور سچ و جھوٹ میں فرق کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان میڈیائی دنیا سے کچھ فاصلے پر رہ کر اپنی عقل و فہم کا درست استعمال کرے اور حقائق اور غیر حقائق نیز حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی کوشش کرے یہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان کسی حد تک میڈیا کے اثرات سے خود کو بچائے اور شریعت کی طرف سے بتائے گئے تصدیق و تکذیب کے اصولوں کو اختیار کرے اس سلسلے میں قرآنِ مجید کا واضح حکم یہ ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

(سورۃ الحجرات 6)

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو جاؤ۔ قرآنِ مجید کے اس حکم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فاسق کی خبر پر اس وقت تک اعتماد نہیں کرنا چاہیے جب تک مکمل تحقیق اور چھان بین کے بعد اصل حقیقت واضح نہ ہو جائے کیونکہ ممکن ہے کہ کسی فاسق نے کسی فاسد مقصد کے تحت جھوٹی بات بیان کر دی ہو جب فاسق کی بات کی بھی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے تو کافر کی بات تو بدرجہ اولیٰ زیادہ کمزور ہے اس کی خبر کی تحقیق کیوں ضروری نہ ہو گی؟ عام طور پر اگرچہ میڈیا کے ذمہ دار کافر نہ بھی ہوں تو ان میں فاسقوں کی کثرت سے انکار بھی ممکن نہیں اس کے باوجود تعجب کی بات یہ ہے کہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ پر نشر ہونے والی ہر سچی یا جھوٹی خبر پر فوراً یقین کر لیا جاتا ہے اور دن رات اس کے چرچے ہونے لگتے ہیں پھر بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر سراسر جھوٹ کا پلندا تھی۔ لہٰذا موجودہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ سے نشر ہونے والی ہر خبر کو بلا تحقیق قبول کرنے اور اس پر فوری یقین کرنے کے رویے سے خود کو بچانا چاہیے اور تحقیق کے بغیر کسی قسم کا فیصلہ یا حکم لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اے اللہ ربّ العزت ہمیں سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ پہچاننے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں ہر قسم کے فتنہ و گمراہی سے محفوظ رکھ

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹس ایپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔

ایڈیٹر کو حسب ضرورت ترمیم کا حق ہوگا

+918795979383 -+9779817619786 +91 7398 208 053

سال 2025 کی آزمائش، اور سال 2026 کی روشنی

یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں، بلکہ ایک عارضی ٹھکانہ ہے جہاں ہر انسان کو کسی نہ کسی آزمائش سے گزرنا ہوتا ہے۔ مگر کچھ آزمائشیں ایسی ہوتی ہیں جو انسان کے وجود کو ہلا دیتی ہیں، اس کے صبر، اس کے یقین اور اس کے دل کی گہرائیوں کو آزماتی ہیں۔

25/2024 میرے لیے ایسا ہی ایک دور تھا، ایسا دور جس نے مجھے جینے کے ساتھ ساتھ ٹوٹنے کا ہنر بھی سکھایا۔

میں نے اپنی زندگی کے دو انمول تحفے کھو دیئے۔

ایک 11 دن کا شیر خوار بچہ، جس کی آنکھوں نے ابھی دنیا کو پوری طرح دیکھا بھی نہ تھا، اور ایک 10 سالہ بہت ہی ہونہار بچی، جس کی ہنسی گھر کی دیواروں میں بستی تھی۔ وہ ننھے قدم، وہ معصوم سوال، وہ خواب جوان کے مستقبل کے ساتھ جڑے تھے سب اچانک خاموش ہو گئے۔ یہ وہ غم ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ درد ہے جسے وقت فوراً نہیں بھلا سکتا۔ انسان بھیڑ میں بھی تنہا ہو جاتا ہے، اور خاموشی سب سے زیادہ شور مچاتی ہے۔ رات کی تنہائی میں آنسو خود بخود بہتے ہیں، اور دل بار بار ایک ہی سوال دہراتا ہے:

یااللہ! یہ امتحان کیوں؟

قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ

اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

یہ آیت ایسے وقت میں دل کو سہارا دیتی ہے، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ دکھ ہمیں ملا ہے، تو اس کے اندر اسے اٹھانے کی طاقت بھی اللہ نے خود رکھی ہے —— چاہے ہمیں وہ طاقت اس وقت نظر نہ آئے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں یہ خوشخبری دی کہ جو بچے کم عمری میں دنیا سے چلے جائیں، وہ اپنے والدین کے لیے جنت کا سبب بنتے ہیں۔

یہ یقین دل کے زخموں پر مرہم بن جاتا ہے۔

یقیناً میرے بچے کھوئے ہوئے نہیں ہیں، وہ اللہ کے پاس محفوظ ہیں۔ وہ ایسی جگہ ہیں جہاں نہ بیماری ہے، نہ جدائی، نہ آنسو۔ یہ جدائی عارضی ہے، ہمیشہ کی نہیں۔

25/2024 نے مجھے یہ سکھایا کہ صبر کا مطلب یہ نہیں کہ دل کو درد نہ ہو، بلکہ صبر یہ ہے کہ دل کے ٹوٹنے کے باوجود زبان سے اللہ کے خلاف شکوہ نہ نکلے۔ میں نے سیکھا کہ آنسو بہانا کمزوری نہیں، بلکہ وہ دعا ہے جو لفظوں کے بغیر قبولیت کی طرف جاتی ہے۔

وقت گزرتا رہا۔ دن، مہینے اور سال بدلتے رہے۔ اور پھر 2026 ایک نئے احساس کے ساتھ سامنے آیا۔

2026 نے یہ نہیں کہا کہ غم ختم ہو جائے گا، بلکہ یہ کہا کہ اب غم کے ساتھ جینا آ جائے گا۔

اب دل میں درد کے ساتھ ساتھ شکر بھی پیدا ہو گا۔ اب آنکھ نم ہو گی، مگر دل اللہ کی رضا پر راضی ہو گا۔

2026 امید کا سال ہے۔

یہ امید کہ اللہ ہر رات کے بعد صبح دیتا ہے۔

یہ امید کہ جو ہم نے کھویا، وہ اللہ کی رحمت سے دور نہیں ہوا۔

یہ امید کہ ایک دن یہ فاصلہ بھی ختم ہو گا، اور وہ شیر خوار بچے دوبارہ ہمیں پہچانیں گے اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے ہمارے ہاتھ پکڑ کر بروزِ حشر جنّت میں لے جائنگے۔

اگر آپ بھی 25/2024 یا کسی بھی سال اپنے کسی پیارے کو کھو چکے ہیں، خاص طور پر اپنے بچے کو، تو جان لیجیے کہ آپ کا دکھ اللہ کے علم میں ہے۔ آپ کے آنسو ضائع نہیں کئے جائنگے۔ اللہ ٹوٹے دلوں کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اور وہی ان دلوں کو دوبارہ جوڑنے والا ہے۔

میری دعا ہے کہ 2026 ہر غم زدہ دل کے لیے سکون لے کر آئے،

ہر ماں اور باپ کو صبرِ جمیل نصیب ہو،

اور ہمیں وہ یقین عطا ہو جو اندھیرے میں بھی اللہ کی رحمت کو دیکھ سکے۔

بیشک، جو اللہ کے لیے صبر کرتا ہے، اللہ اس کے دل کو بے سہارا نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر امتحان میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

راقم:- جلال الدین احمد نظامی مصباحی نندور فتح پور ضلع سنت کبیر نگر یوپی۔

جامعہ بصریہ تنھواں میں خطیب البراہین ڈائننگ ہال کے سنگ بنیاد پر جلسے کا انعقاد

خواتین اسلام کی دینی تعلیم و تربیت فرد کے ساتھ افراد کے تربیت کا ذریعہ ہے۔ مولانا مفتی عبدالسلام نظامی

مہنداول، سنت کبیر نگر (اخلاق احمد نظامی) تحصیل حلقہ مہنداول کے موضع تنھواں پوسٹ گلرہا میں واقع جامعہ رابعہ بصریہ للبنات کے زیر اہتمام خطیب البراھین ڈائننگ ہال کے سنگ بنیاد کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس کی سرپرستی جامعہ ہذا کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری غلام جیلانی رضوی وصدارت حافظ وقاری اخلاق احمد نظامی پرنسپل دارالعلوم اھل سنت انوار العلوم گولا بازار نے کی جب کہ نظامت کی ذمہ داری معروف نقیب اسیر خطیب البراہین مولانا محمد ہارون علیمی نظامی نے انجام دی تاہم پروگرام کو خطاب کرتے ہوئے مقرر خصوصی مولانا مفتی عبدالسلام نظامی خطیب وامام نوری جامع مسجد ساکی ناکہ ممبئ نے کہا کہ گھریلو ماحول کو دینی ماحول میں تبدیل کرنا اور اولاد کو دین دار بنانا ہے تو اس کے لیے لڑکیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنا بیحد ضروری ہے

انہوں نے کہا کہ اسلام نے عورتوں کی دینی تعلیم کی طرف توجہ دی ہے اور انہیں زیور علم سے آراستہ کرنے کی تاکید کی ہے، جن گھروں میں خواتین دینی علوم کی حامل ہیں اور احکام شرعیہ اور سیرت نبوی سے واقف ہیں ان کی گودوں سے اسلام کے ایسے سپاہی پیدا ہوئے جن کی صورت اور عملی سیرت دیکھ کر دشمن دوست بنے اور غیر اپنے بننے پر مجبور ہو گئے،

مفتی نظامی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ تحصیل مہنداول حلقہ میں لڑکوں کی دینی دانش گاہوں کے ساتھ لڑکیوں کے لئے جامعہ رابعہ بصریہ للبنات کی شکل میں عظیم دینی قلعہ دیکھنے کو مل رہا ہے جس میں لڑکیوں کی دینی تعلیم و تربیت کا مکمل نظم موجود ہے یہ جامعہ زبان حال سے امت مسلمہ سے کہہ رہا ہے کہ عصری کالجز اور یونیورسٹیز میں ڈگریاں تو مل سکتی ہیں مگر میراث نبوت تو صرف اور صرف دینی جامعات میں بٹتی ہیں، اگر لڑکیاں حلال وحرام، جائز وناجائز سے اور احکام شرعیہ سے واقف ہو جاتی ہیں تو یقیناً گھریلو ماحول کو بدلنا بہت آسان ہو جاتا ہے، کیوں کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوتِ ارادی عطا کی ہے جس سے وہ طاقت ور مرد کو اپنے قابو میں کر سکتی ہے۔

مفتی نظامی نے کہا کہ گھر کا دینی ماحول نہ صرف گھر کے افراد، بلکہ باہر کے احوال درست کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے اور بلاشبہ خواتین کی دینی تعلیم وتربیت فرد کے ساتھ افراد کے تربیت کا ذریعہ بن سکتی ہے، دینی تعلیم کی اہمیت اور اس کی افادیت کو سمجھتے ہوئے ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں اور خاص کر اپنی بچیوں کو علوم اسلامی کو حاصل کرنے کے لیے انہیں جامعہ رابعہ بصریہ للبنات کے ساتھ دیگر بنات کے دینی مدارس میں داخل کرتے ہوئے اپنی اولاد کو دینی علوم کا حامل، گھر کو دین اسلام کا گہوارہ اور اپنی آنے والی نسل کو دین بے زار، بلکہ بے دین ہونے سے محفوظ رکھیں۔ دریں اثنا شام کو چار بجے مہمان خصوصی مفتی عبد السلام قادری نظامی، قاری اخلاق احمد نظامی اور مولانا محمد ہارون علیمی سمیت دیگر علماء ومشائخ کے مقدس ہاتھوں سے خطیب البراہین ڈائننگ ہال کا سنگِ بنیاد رکھا گیا

اس سے قبل پروگرام کا آغاز حافظ عبیداللہ نے تلاوت کلام اللہ سے کیا اس کے بعد خصوصی شاعر غلام غوث رضوی خلیل آبادی، حافظ سلمان رضا نندوری سمیت دیگر شعراء و نعت خواں نے حسان الہند اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی لکھی نعت شریف کے ساتھ اپنی تخلیقات میں منظوم خراج عقیدت پیش کئے پروگرام میں خصوصی طور سے مولانا محمد احمد مصباحی پرنسپل دارالعلوم اہلسنت صدر العلوم سسوا بازار، مولانا قاری ابراراحمد مصباحی پرسامعافی، مولانا محمد افضل تنویری حافظ احمد رضا سورج پورہ،

مولانا عبدالکلام تنویری، مولانا احسان اللہ علیمی، حافظ اقبال احمد قادری، حافظ محمد اجمل، حافظ رضی اللہ کے علاوہ کثیر تعداد میں علاقائی علماء، حفاظ اور قراء شریک رہے پروگرام کا اختتام صلوٰۃ و سلام اور دعا سے ہوا اخیر میں پروگرام کے روحِ رواں مولانا قاری غلام جیلانی رضوی نے تمام مہمانوں اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا

سردی راحت پروگرام کا کسی بھی قسم کی سیاسی یا ذاتی تشہیر سے کوئی تعلق نہیں_مولانا شاہ خالد مصباحی

کمھریا یوتھ کمیٹی اور اقراء چیریٹیبل ٹرسٹ کے باہمی اشتراک سے کمبل تقسیم پروگرام کا انعقاد

سدھارتھ نگر (اخلاق احمد نظامی)

سخت سردی کے پیش نظر کمھریا یوتھ کمیٹی اور اقرا ایجوکیشنل چیریٹیبل ٹرسٹ کے باہمی اشتراک سے "سردی راحت مہم" کے تحت ایک فلاحی وسماجی خدمت کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ یہ پروگرام گاؤں کمھریا، پوسٹ لہرا، بانسی، ضلع سدھارتھ نگر میں نہایت نظم وضبط اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پایا۔ اس مہم کا بنیادی مقصد علاقے کے غریب، نادار، بزرگ، بیوہ خواتین، معذور افراد اور محنت کش طبقے کو سردی سے بچاؤ کے لیے ضروری سہولت فراہم کرنا تھا۔ پروگرام کے دوران مستحق افراد میں کمبل تقسیم کیے گئے۔

کمبل کی تقسیم کا عمل مکمل طور پر شفاف، منظم اور پُرامن رہا۔ مستحقین کی فہرست پہلے سے تیار کی گئی تھی اور رضاکاروں کی نگرانی میں قطار وار تقسیم کو یقینی بنایا گیا۔

پروگرام کوارڈینیٹر شاہ خالد مصباحی نے بتایا کہ یہ مہم خالص انسانی خدمت اور سماجی ذمہ داری کے جذبے کے تحت منعقد کی گئی ہے، جس کا کسی بھی قسم کے سیاسی یا ذاتی تشہیر سے کوئی تعلق نہیں۔ ادارہ آئندہ بھی اس طرح کی فلاحی سرگرمیوں کو مسلسل جاری رکھنے کے لیے پُرعزم ہے۔

پروگرام کے اختتام پر مولانا غلام علی ڈائریکٹر افراد ایجوکیشنل ویلفیر ٹرسٹ نے مقامی نوجوانوں، رضاکاروں اور تعاون کرنے والے افراد کا شکریہ ادا کیا گیا، جن کے تعاون سے یہ مہم کامیابی کے ساتھ مکمل ہو سکی۔

جشنِ ردائے فضیلت، عزمِ عمرہ اور آمدِ حضور سراجُ الفقہاء کے موقع پر جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری میں عظیم الشان محفلِ علم و عرفان کا انعقاد

شمالی بہار کی انقلابی و معیاری درس گاہ جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری، ضلع سیتامڑھی (بہار) میں مورخہ 30 دسمبر 2025ء مطابق 9 رجب المرجب 1447ھ، بروز منگل نہایت پُروقار و پُرمسرت موقع پر جشنِ ردائے فضیلت، عزمِ عمرہ (حضرت مفتی مشرف صاحب قبلہ کی دو صاحب زادیوں کو ردائے فضیلت ملنے اور مفتی صاحب قبلہ کے عمرہ میں جانے کی خوشی کے موقع) اور آمد حضور سراجُ الفقہاء کی مناسبت سے ایک عظیم الشان محفلِ علم و عرفان کا انعقاد کیا گیا۔

مجلس کا آغاز جامعہ کے شعبۂ حفظ و قرأت کے لائق و فائق استاذ حضرت حافظ و قاری اسلم رضا اشرفی کی دلنشیں تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد جامعہ کے دو نعت خواں طلبہ نے بارگاہِ رسالتِ مآب ﷺ میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے اور اپنی خوش آہنگ آوازوں سے فضا کو معطر کر دیا۔

بعد ازاں خطیب نوجوان حضرت علامہ سلیم القادری صاحب مسندِ خطابت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے "علم کی فضیلت" کے موضوع پر پُرمغز خطاب فرمایا اور طلبہ کو نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ دو بنیادوں پر انسان کو بلند رتبہ عطا فرماتا ہے: ایک ایمان، دوسرا علم۔ ان دونوں پر عمل سے ہی انسان دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے پھر ایک نعتِ مبارک کے بعد حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر جاوید احمد عنبر مصباحی صاحب کا خطاب ہوا۔ آپ نے مدارسِ اسلامیہ کی عظمت واہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ "مدارس ہی دراصل محنت و جفاکشی کے مراکز اور منطق و سائنس کے موجدِ اوّل ہیں۔ دِقت نصاب میں نہیں، کمی یہ ہے کہ اکثر مدارس میں مکمل نصاب پڑھایا ہی نہیں جاتا۔ مدارس کے طلبہ وہ ہیں جو یاد کرنے، محنت کرنے اور توجہ مرکوز رکھنے کی بنیاد پر منتخب کیے جاتے ہیں۔"

اسی دوران حضور سراجُ الفقہاء محققِ مسائلِ جدیدہ حضرت مفتی نظام الدین رضوی برکاتی صاحب قبلہ کی تشریف آوری ہوئی۔ طلبہ و اساتذہ نے پُرجوش انداز میں آپ کا خیر مقدم کیا۔ آپ مسندِ وعظ پر جلوہ افروز ہوئے اور نہایت دل پذیر انداز میں نصیحت فرمائی۔ آپ نے طلبہ کو تاکید کی کہ "وقت کی پابندی کرو، کیوں کہ وقت ہی انسان کو باوقار بناتا ہے۔ ائمہ فقہا بالخصوص امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ اپنے اساتذہ کا احترام کرو، ان کی صحبت کو غنیمت جانو، دین دراصل احترام و قدر ہی کا نام ہے۔" بعد ازاں حضور سراج الفقہاء نے حضرت مفتی راحت احسان برکاتی (شیخ الحدیث جامعہ ہذا) اور حضرت مولانا تحسین رضا مصباحی (دربھنگہ) کو سلسلہ منوریہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ "یہ سلسلہ نہایت عالی شان ہے جو صرف چار واسطوں سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، اور اس کی نسبت حضرت منور شاہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے، جو نہایت بلند مرتبہ بزرگ گزرے ہیں۔"

پروگرام کا اختتام درود و سلام اور حضور سراج الفقہاء کی پُراثر ورقت انگیز دعا پر ہوا۔

جامعہ ضیائیہ کے تمام اساتذہ وطلبہ خصوصاً ناظمِ اعلیٰ علامہ شہاب الدین رضوی، مفتی معراج احمد مصباحی، مولانا محمد عامر حسین مصباحی، مفتی طارق انور مصباحی، مولانا سلیم القادری نوری، مولانا معراج القادری مصباحی، مولانا جلال الدین نوری، قاری اسلم رضا اشرفی، قاری احمد رضا، قاری نور عالم، قاری نورالحسن، ماسٹر سعید صاحب صاحبان اور جامعہ قادریہ اندولی کے اساتذہ، مولانا شوکت علی مصباحی، مولانا اشفاق مصباحی اکڈنڈی سمیت غوثیہ محلہ کے معزز افراد بڑی تعداد میں موجود رہے۔ معراج احمد مصباحی

نائب صدر المدرسین جامعہ ضیائیہ فیض الرضا ددری سیتامڑھی بہار

سارے عالم کو حیرت زدہ کر گیا
میرا ذوقِ سفر جب فلک پر گیا

انتظاروں کا وحشی سا لشکر گیا
مجھ پہ آیا تھا جو عہدِ محشر گیا

کر کے فطرت سے ہر اک قدم انحراف
یار جی کر نہیں تھک کے میں مر گیا

بے وفائی کی تجھ کو ہے لت لگ گئی
یا مرے عشق سے تیرا دل بھر گیا

چاند شرما گیا اس کے جب سامنے
لے کے ہمدم مرا روئے انور گیا

پاتا تھا راحتیں جس سے دل اور دماغ
آنکھ سے اب وہ ہر ایک منظر گیا

آ کے اف میرے تشنہ لبوں تک "ذکی"
لے کے محرومیاں اک سمندر گیا

ذکی طارق بارہ بنکوی